بدل جاتی ہیں
تقدیریں
مصنف
مفسر اعظم پاکستان، شیخ الحدیث والقرآن پیر طریقت، رہبر شریعت
مفتی محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ العالی
www.FaizAhmedOwaisi.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعالمین

بدل جاتی ہیں تقدیریں

شمس المصنفین ، فقیہ الوقت ، فیضِ ملت ، مفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی دامت برکاتہم القدسیہ

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الکریم

الامین وعلی آلہ واصحابہ اجمعین۔

مسلمان کوعقیدہ رکھنا فرض ہے کہ اللہ تعالیٰ کی تقدیر حق ہے۔اس کی تفصیل وتجسس میں پڑنا ہلاکت ہے اس کے متعلق فقیر چند عقیدے ابتداء میں عرض کرتا ہے۔

پھر یہ بحث آئے گی کہ تقدیر ٹل جاتی ہے یا نہیں،کونسی تقدیر ٹل جاتی ہے اورکون سی نہیں،تفصیل آئے گی۔

پہلے تقدیر کے عقائد یاد کر لیجئے۔

عقیدہ

اللہ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں،نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں نہ احکام میں نہ اسماء میں۔وہی اس کا مستحق ہے کہ اس کی عبادت وپرستش ہو،وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں اور تمام جہان اس کا محتاج ہے۔

عقیدہ

ہر بھلائی برائی اس نے اپنے علم ازلی کے موافق مقدر فرمادی ہے۔جیسا ہونے والا تھا اور جو جیسا کرنے والا تھا اپنے علم سے جانا اور وہی لکھ لیا تو یہ نہیں کہ جیسا اس نے لکھ دیا ویسا ہم کو کرنا پڑتا ہے۔جیسا ہم کرنے والے تھے ویسا اس نے لکھ دیا۔مثلاً زید کے ذمہ برائی لکھی اس لئے کہ وہ برائی کرنے والا تھا۔اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا۔وہ اس کے لئے بھلائی لکھتا تو اس کے علم یا اس کے لکھ دینے نے کسی کو مجبور نہیں کر دیا۔

عقیدہ

حقیقتاً روزی پہنچانے والا وہی ہے۔ملائکہ وغیرہم وسائل ووسائط ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے کسی عرض ومعروض کا محتاج نہیں۔البتہ ان کے اعزاز میں ان کے معروضات کے مطابق اپنی تقدیر بدل دیتا ہے۔یہ اس کا کرم ہے۔یہی ہمارے رسالہ ہذا کا موضوع ہے۔

عقیدہ

وہ جو چاہے جیسا چاہے کرے۔کسی کو اس پر قابو نہیں اور نہ کوئی اس کے ارادے سے اسے باز رکھنے والا۔اس کو نہ

اونگھ آئے نہ نیند، تمام جہان کا نگاہ رکھنے والا، نہ تھکے نہ اکتائے۔ تمام عالم کا پالنے والا، ماں باپ سے زیادہ مہربان، علم والا، اسی کی رحمت ٹوٹے ہوئے دلوں کا سہارا، اسی کے لئے بڑائی اور عظمت ہے۔ ماؤں کے پیٹ میں جیسی چاہے صورت بنانے والا، گناہوں کو بخشنے والا، توبہ قبول کرنے والا، قہر وغضب فرمانے والا، اس کی پکڑ نہایت سخت ہے جس سے بے اس کے چھڑائے کوئی چھوٹ نہیں سکتا۔ وہ چاہے تو چھوٹی چیز کو وسیع کردے اور وسیع کو سمیٹ دے، جس کو چاہے بلند کردے اور جس کو چاہے پست، ذلیل کو عزت دے دے اور عزت والے کو ذلیل کردے جس کو چاہے راہ راست پر لائے اور جس کو چاہے سیدھی راہ سے الگ کردے، جسے چاہے اپنا نزدیک بنالے اور جسے چاہے مردود کردے۔ جس کو چاہے دے اور جو چاہے چھین لے۔ وہ جو کچھ کرتا ہے یا کرے گا عدل وانصاف ہے ظلم سے پاک ہے۔

انتباہ: قضاء وقدر (تقدیر) کے مسائل عقول وفہوم میں نہیں آسکتے زیادہ غور وفکر کرنا سبب ہلاکت ہے۔ صدیق وفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما اس مسئلہ میں بحث کرنے سے منع فرمائے گئے ماوشما کس گنتی میں۔ اتنا سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے آدمی کو مثل پتھر اور دیگر جمادات کے بے حس وحرکت نہیں پیدا کیا بلکہ اس کو ایک نوع اختیار دیا ہے کہ ایک کام چاہے کرے چاہے نہ کرے اور اس کے ساتھ ہی عقل بھی دی ہے کہ بھلے برے نفع نقصان کو پہچان سکے اور ہر قسم کے سامان اور اسباب مہیا کردیئے ہیں کہ جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے اسی قسم کے سامان مہیا ہوجاتے ہیں اور اسی بناء پر اس پر مواخذہ ہے۔ اپنے آپ کو بالکل مجبور یا بالکل مختار سمجھنا دونوں گمراہی ہیں۔

مسئلہ: برا کام کرکے تقدیر کی طرف نسبت کرنا اور مشیت الٰہی کے حوالہ کرنا بہت بری بات ہے بلکہ حکم یہ ہے کہ جو اچھا کام کرے اسے منجانب اللہ کہے اور جو برائی سرزد ہو اس کو شامت نفس تصور کرے۔

فائدہ: اس کے ہر فعل میں کثیر حکمتیں ہیں خواہ ہم کو معلوم ہوں یا نہ ہوں اور اس کے فعل کے لئے غرض نہیں کہ غرض اس فائدے کو کہتے ہیں جو فاعل کی طرف رجوع کرے، نہ اس فعل کے لئے غایت کہ غایت کا حاصل بھی وہی غرض ہے اور نہ اس کے افعال علت وسبب کے محتاج، اس نے اپنی حکمت بالغہ کے مطابق عالم اسباب میں مثبات کو اثبات سے ربط فرمادیا ہے۔ آنکھ دیکھتی ہے، کان سنتا ہے، آگ جلاتی ہے، پانی پیاس بجھاتا ہے، وہ چاہے تو آنکھ سنے، کان دیکھے، پانی جلائے، آگ پیاس بجھائے۔ چاہے تو لاکھ آنکھیں ہوں دن کو پہاڑ نہ سوجھے۔ کروڑ آگیں ہوں ایک تنکے پر داغ نہ آئے کس قہر کی آگ تھی جس میں ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کافروں نے ڈالا، کوئی پاس نہ جاسکتا تھا گوپھن میں رکھ کے پھینکا جب آگ میں تشریف لے گئے تو آپ پر نار گلزار ہوگئی۔ مزید تفصیل کے لئے فقیر کا رسالہ ''تقدیر حق ہے'' پڑھئے۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لانبی بعدہ ۔

اما بعد! ہمارے دور میں عام وہابی دیوبندی کہہ دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر کوئی نہیں ٹال سکتا ہے اور عام سنی مسلمان کہتے ہیں کہ ۔

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
ہزاروں کی بدلتی تقدیر دیکھی

فقیر اسکی وضاحت کے لئے رسالہ ہذا ہدیہ ناظرین کرتا ہے تاکہ عوام کے لئے مشعل راہ ہدایت اور فقیر اور ناشرین کے لئے توشۂ آخرت ہو۔

آمین بجاہ حبیبہ سید المرسلین ﷺ واصحابہ وبارک وسلم اجمعین

مدینے کا بھکاری الفقیر القادری ابوالصالح
محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ
بہاول پور۔ پاکستان

☆☆☆☆☆

مقدمہ

تقدیر ٹل بھی جاتی ہے اور نہیں بھی۔عوام وہابی دیوبندی کا مذہبی تعصب پر مطلقاً انکار خطا اور گناہ ہے اور عوام اہلسنّت مطلقاً تبدیلی تقدیر کا دعویٰ بھی غلط ہے۔اس لئے کہ تقدیر کی تین قسم ہے۔

(۱) مبرم (۲) معلق (۳) شبیہ بالمبرم۔

پہلی دو قسموں میں دونوں فرقوں کے علماء کرام متفق ہیں تیسری قسم میں اختلاف ہے۔

فقیر پہلی دو قسموں کی تفصیل عرض کرتا ہے۔

(۱) تقدیر معلق ...... معلق بدلتی رہتی ہے۔

(۲) تقدیر مبرم ...... اٹل اور محکم ہے اس میں تبدیلی محال ہے کیونکہ تقدیر مبرم اللہ تعالیٰ کا علم ازلی ہے اور اللہ تعالیٰ کے علم میں تبدیلی جہل کو مستلزم ہے، نہ اس کا علم بدل سکتا ہے نہ تقدیر مبرم بدل سکتی ہے۔تقدیر معلق یہ ہے کہ مثلاً لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے کہ فلاں شخص شقی ہے یا سعید ہے یا فلاں کی عمر اتنی ہے پھر اگر وہ کوئی نیک کام کرے یا کوئی نیک شخص اس کے حق میں دعا کرے تو اس کی شقاوت سعادت سے بدل جاتی ہے یا اس کی عمر بڑھ جاتی ہے اور اگر وہ نیک کام نہ کرے یا کوئی نیک شخص اس کے حق میں دعا نہ کرے تو وہ بدستور شقی رہتا ہے اور اس کی عمر اتنی ہی رہتی ہے اس کو محو اور اثبات سے تعبیر کرتے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے علم ازل میں یہ مقرر ہوتا ہے کہ وہ بالآخر شقی ہوگا یا نہیں ہوگا اور اس کی عمر بڑھے گی یا نہیں اور یہی تقدیر مبرم ہے۔ان دونوں پر چونکہ دونوں گروہوں کے علماء کا اتفاق ہے۔اسی لئے ان کے لئے دلائل کی ضرورت نہیں۔ہاں محض تبرک کے طور چند اثباتی دلائل حاضر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ (پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۳۹)

ترجمہ: اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔

فائدہ: مفسرین نے کرام نے فرمایا کہ اس آیت میں محو اور اثبات سے مراد قضاء معلق ہے اور ام الکتاب سے مراد قضاء مبرم ہے۔

تقدیر معلق

یعنی بدل جانے والی تقدیر کے متعلق روایات ملاحظہ فرمائیں۔

(۱) عن سلمان قال قال رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم لا یرد القضاء الاالدعا ء ولا یزید فی العمر الا البر ھٰذاحدیث حسن غریب ۔ (رواہ الترمذی)

حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تقدیر کوصرف دعا ٹال سکتی ہے اور عمر صرف نیکی سے زیادہ ہوتی ہے۔ یہ حدیث حسن غریب ہے۔

(۲) عن ثوبان قال قال رسول اللّٰه ﷺ لایز ید فی العمر الا البر ولایرد القدر الاالدعا ء وان الرجل لیحرم الرزق بخطیئة۔ (رواہ ابن ماجہ)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عمر صرف نیکی سے زیادہ ہوتی ہے اور تقدیر صرف دعا سے ٹلتی ہے اور انسان اپنے گناہ کی وجہ سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے۔

(۳) عن انس بن مالك سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول من مره ان یبسط له رزقه اوینساء فی اثره فلیصل رحمه۔ (رواہ مسلم)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جس کو رزق کی کشادگی یا عمر میں زیادتی سے خوشی ہو، وہ رشتہ داروں سے تعلق جوڑے۔

(۴) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے آج رات ایک عجیب خواب دیکھا میری امت میں سے ایک شخص کے پاس ملک الموت علیہ السلام روح قبض کرنے کے لئے آیا تو اس کے پاس اس کے باپ کی نیکی آئی اور اس نے ملک الموت کو واپس کر دیا یہ حدیث بہت حسن ہے۔

(۵) حضرت ابوہریرہ اور حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابن آدم! اپنے رب سے لوح محفوظ میں لکھی ہوئی عمر کو کبھی مٹا کر بڑھا دیا جاتا ہے اور کبھی اس کو برقرار رکھا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کو انجام کار اس کی عمر کا جو علم ہے وہ حتمی اور قطعی ہے اس میں کوئی کمی بیشی اور تغیر اور تبدل نہیں ہے۔ (فتح الباری وعینی وغیرہ)

نوٹ: جتنی روایات اس بارے میں وارد ہیں ان سب کا ایک ہی مطلب ہے۔

اقوال مفسرین کرام ومحدثین
عظام رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہم

قرآن واحادیث کو جس طرح اسلاف صالحین رحمہم اللہ نے سمجھا ہم انکی گردتک نہیں پہونچ سکتے ان کے اقوال بھی ملاحظہ ہوں۔

(۱) امام المفسرین حضرت امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ **یمحو اللّٰہ مایشاء ویثبت** کی تفسیر میں لکھتے ہیں:
اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اہل سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ ہونا ہے اس کے متعلق قلم خشک ہو چکا ہے تو پھر لوح میں کسی چیز کے مٹانے اوراسکو ثابت رکھنے کا کیا مطلب ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ اس محو اور اثبات کے متعلق بھی قلم خشک ہو چکا ہے، اللہ تعالیٰ کے علم ازلی اور اس کی قضاء میں یہ پہلے سے تھا کہ کس چیز کو مٹانا ہے اور کس چیز کو باقی رکھنا ہے اور اس آیت میں ام الکتاب سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے۔ (ص ۹۷۶ ج ۲)

(۲) مفسر محقق حضرت علامہ محمد بن احمد مالکی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی قضاء میں کوئی تبدیلی نہیں ہے اور یہ محو اور اثبات قضاء میں پہلے سے تھا اور جو کچھ قضاء میں مقرر ہو چکا ہے وہ حتمی طور پر واقع ہونا ہے حضرت ابن عباس سے ام الکتاب کے متعلق سوال کیا گیا تو انھوں نے کہا اس سے مراد اللہ تعالی کا علم ہے۔ (تفسیر قرطبی)

(۳) مشہور مفسر حضرت سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ نے مدلل ومفصل لکھا ہے کہ بعض افاضل نے تقدیر کے مسئلہ میں لکھا ہے کہ ہر چیز میں تغیر اور تبدل ممکن ہے حتیٰ کہ قضاء ازلی میں بھی تغیر اور تبدل ممکن ہے، ان کے بعض دلائل یہ ہیں

حدیث صحیح میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قنوت میں دعاکی

وقنی شر ما قضیت ۔

تو نے جو قضا کی ہے اس کے شر سے مجھے محفوظ رکھ۔

اس دعا میں قضاء ازلی کے شر سے محفوظ رہنے کی طلب ہے اور اگر قضاء ازلی میں تغیر ممکن نہ ہوتا تو اس سے محفوظ رہنے کی طلب صحیح نہیں تھی نیز جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کے لئے نہ آنے کا عذر بیان کیا تو فرمایا

خشیت ان تفر ض علیکم فتعجزوا ۔

مجھے یہ خدشہ ہے کہ تراویح تم پر فرض کردی جائیگی تو پھر تم ان کی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ۔

(۴) حضرت علامہ تفتازانی فرماتے ہیں کہ جن احادیث میں نیکی سے عمر میں اضافہ کا ذکر ہے ان کے متعلق علامہ تفتازانی

لکھتے ہیں اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ اگر انسان نے مثلاً یہ نیکی نہیں کی تو اس کی عمر چالیس سال ہوگی لیکن اللہ تعالیٰ کو علم تھا کہ انسان وہ نیکی کرے گا اور اس کی عمر ستر سال ہو جائے گی اللہ تعالیٰ کے علم کی بناء پر اس اضافہ کی نسبت اس نیکی کی طرف کردی گئی۔ (شرح عقائد نسفی للتفتازانی، ص ۷۳)

نوٹ: اس بارے میں جتنی عبارات لکھی جائیں ان سب کا ایک ہی مقصد ہوگا۔

تقدیر معلق کے مزید دلائل

(۱) حدیث شریف گزر چکی ہے کہ حضور نبی پاک ﷺ نے چند روز تراویح پڑھ کر چھوڑ دیں فرمایا کہ اگر میں انہیں پڑھتا رہتا تو مجھے خدشہ ہے کہ تم پر بھی فرض ہو جائے پھر اسکی ادائیگی سے عاجز ہو جاؤ۔ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ تقدیر معلق بھی ہوتی ہے کیونکہ اگر قضاء ازلی میں اس کا فرض ہونا تھا تو یہ ہر حال میں فرض ہوتی اور اگر قضاء سابق میں اس کی فرضیت نہیں تھی تو اگر آپ ﷺ تراویح پڑھاتے رہتے تب بھی اس کا فرض ہونا محال تھا اس لئے آپ کو تراویح کی فرضیت کا جو خدشہ تھا وہ اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے جب قضاء سابق میں تغیر ممکن ہوا۔

(۲) شب معراج آپ ﷺ کو معلوم ہو چکا تھا کہ صرف پانچ نمازیں فرض ہونگی اور ان کے علاوہ نماز فرض نہیں ہوگی اس کے باوجود یہ خدشہ تھا کہ تراویح فرض نہ ہو جائے اور یہ خدشہ بھی صحیح ہو سکتا ہے جب قضاء سابق میں تغیر ممکن ہو۔

(۳) جب سخت آندھی آتی تو آپ کو یہ خوف ہوتا کہ کہیں قیامت نہ آ گئی ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو خبر دی تھی کہ قیامت آنے سے پہلے مہدی کا ظہور ہوگا، یاجوج، ماجوج اور دابۃ الارض کا خروج ہوگا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا، اور سورج مغرب سے طلوع ہوگا اور ان علامتوں کے ظہور سے پہلے آپ ﷺ کو قیامت کے آنے کا خوف دامن گیر ہونا اسی وقت درست ہو سکتا ہے جب آپ کے نزدیک قضاء سابق میں تغیر ممکن ہو۔

(۴) جن صحابہ کو آپ ﷺ نے جنت کی بشارت دے دی تھی وہ بھی دوزخ سے بہت ڈرتے تھے حتیٰ کہ بعض کہتے تھے کہ ''کاش میری ماں نے مجھ کو جنا نہ ہوتا'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ یہ فرماتے ہیں کہ ''اگر یہ اعلان کر دیا جائے کہ ایک شخص کے سوا سب جنت میں چلے جائیں گے تو مجھے یہ گمان ہوگا کہ وہ ایک میں ہوں'' اور جب مخبر صادق ﷺ ان کے جنتی ہونے کی خبر دے چکے ہیں تو ان کے گمان کی صرف یہ وجہ ہے کہ قضاء میں تغیر ممکن ہے نیز اگر قضاء میں تغیر ممکن نہ ہو تو پھر دعا کرنا لغو اور عبث ہوگا کیونکہ اگر وہ کام ہونا ہے تو دعا کرے یا نہ کرے وہ کام ہو جائے گا اور اگر نہیں ہونا تو دعا بے سود ہے اور اس کام کو طلب کرنا محال کو طلب کرنا ہے، حالانکہ دعا کرنے کا حکم ہے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ (پارہ۲۴،سورۃمؤمن،ایت۶۰)

ترجمہ: مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔

حدیث میں ہے امام حاکم نے صحیح سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کیا ہے:

لا ینفع الحذ رمن القدر ولکن اللّٰہ تعالیٰ یمحو بالدعا ء مایشا ء من القدر

تقدیر سے ڈرنے سے فائدہ نہیں ہوگا لیکن اللہ تعالیٰ دعا کے سبب جو چاہتا ہے تقدیر سے مٹا دیتا ہے۔

امام ابن عسا کرنے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ سے روایت کیا ہے کہ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس آیت (یمحو اللّٰہ مایشاء) کے متعلق سوال کیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لاقرن عینك بتفسیر ھا ولاقرن عین امتی بعدی بتفسیرھا الصدقه علی وجھھا وبر الوالدین واصطناء المعروف محول الشقاء سعادةویزید فی العمر ویقی مصارع السوء۔

میں اس آیت کی تفسیر کرکے تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کروں گا اور میرے بعد میری امت کی آنکھیں تم ٹھنڈی کرنا، صحیح طریقہ سے صدقہ کرنا، ماں باپ سے حسن سلوک کرنا اور نیکی کے کام کرنا، شقاوت کو سعادت سے بدل دیتا ہے، عمر زیادہ کرتا ہے اور ناگہانی آفتوں سے محفوظ رکھتا ہے۔

تقدیر مبرم

تقدیر بالکل نہ بدلے ایسی تقدیر کے لئے انبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام پہلے تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہی نہیں اگر عرض کرتے بھی ہیں تو اللہ تعالیٰ انہیں اس تقدیر کو نہ ٹلنے کی حکمت سے آگاہ کرکے منع فرمادیتا ہے اس کی تفصیل آئیگی۔(انشاءاللہ تعالیٰ)

ایسی تقدیر (مبرم) کو سامنے رکھ کر وہابی دیوبندی عوام اہلسنّت کو بہکاتے ہیں کہ کہ انبیاء اولیاء علیٰ نبینا علیہم السلام کو کسی قسم کا اختیار نہیں اور نہ ہی وہ کسی قسم کی تقدیر ٹال سکتے ہیں (معاذ اللہ) حالانکہ یہ ان کا دھوکہ ہے کیونکہ انبیاء اولیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کا اختیار ایک علیحدہ بحث ہے۔بہر حال تقدیر مبرم نہ ٹلنے والی ہے اس بارے میں متعدد روایات واحادیث مبارکہ وارد ہیں صرف ایک روایت ملاحظہ ہو:

(۱)عن عبداللّٰہ بن مسعود رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه حدثنا رسول اللّٰہ ﷺ وھو الصادق المصدوق

فواللّٰہ ان احد کم لیعمل بعمل اهل النار حتی مایکون بینه وبینها غیر ذراع فیسبق علیه الکتاب فیعمل بعمل اهل الجنته فید خلها وان الرجل لیعمل بعمل اهل الجنته حتی مایکون بینه وبینها غیر ذراع فیسبق علیه الکتاب فیعمل بعمل اهل النارفید خلها (رواہ البخاری)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے ارشاد فرمایا اور آپ بہت سچے ہیں باخدا تم میں سے کوئی شخص دوزخیوں کے سے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور دوزخ کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے۔ پھر اس پر تقدیر غالب آتی ہے اور وہ جنتیوں کے عمل کرتا ہے اور جنت میں داخل ہوجاتا ہے اور کوئی شخص جنتیوں کے عمل کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اس کے اور جنت کے درمیان صرف ایک گز کا فاصلہ رہ جاتا ہے پھر اس پر تقدیر غالب آتی ہے اور وہ دوزخیوں کے عمل کرتا ہے اور دوزخ میں داخل ہوجاتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ تقدیر معلق ٹل جاتی ہے۔ اپنے اعمال صالحہ سے یا کسی محبوب خدا کی دعا سے اور تقدیر مبرم کبھی نہیں ٹلتی۔ ہاں تقدیر مبرم ٹل جانے والا عقیدہ کہ انبیاء و اولیاء علیٰ نبینا و علیہم السلام کی دعاؤں سے ٹل جاتی ہے وہ بھی دراصل تقدیر معلق ہوتی ہے لیکن وہ صرف اللہ تعالیٰ کے علم میں ہوتا ہے کہ اگر فلاں محبوب بندے نے دعا مانگی تو تقدیر ٹال دوں گا اس کا علم نہ ملائکہ کرام کو ہوتا ہے اور نہ لوح محفوظ پر اس کے ٹلنے کا کچھ لکھا ہوتا ہے اس میں وہابیوں نجدیوں اور دیوبندیوں اور ان کے ہمنواؤں کو اختلاف بلکہ انکار ہے تفصیل آتی ہے۔

یہاں متفق علیہ، تقدیر مبرم اور تقدیر معلق کا خلاصہ محدثین کرام کی زبانی ملاحظہ ہو۔

امام نووی فرما تے ہیں

بعض احادیث میں جو نیک اعمال کی وجہ سے رزق اور عمر میں زیادتی کا ذکر ہے یہ فرشتوں اور لوح محفوظ کے اعتبار سے ہے مثلاً فرشتوں کے لئے یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ فلاں شخص کی عمر ساٹھ سال ہے البتہ اگر اس نے صلہ رحمی کی تو اس کی عمر چالیس سال زیادہ کردی جائے گی اور اللہ سبحانہ کو علم ہوتا ہے کہ واقع میں اس کی عمر کتنی ہوگی اور قرآن مجید کی آیت یمحوا اللّٰہ مایشاء ویثبت سے یہی مراد ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ کے علم ازلی اور تقدیر مبرم کے اعتبار سے اس کی زیادتی محال ہے اور مخلوق پر جو لوح محفوظ سے ظاہر کیا جاتا ہے اس کے اعتبار سے زیادتی ہے اور یہی حدیث میں مراد ہے

(نووی شرح مسلم، ص ۳۱۵ ج ۲)

امام حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں

جو چیز اللہ تعالیٰ کے علم سابق میں ہے اس میں کوئی تغیر اور تبدل نہیں ہوتا اور جو چیز مخلوق کے علم میں ہے اس کے اعتبار سے تغیر اور تبدل جائز ہے اس علم کا تعلق کراماً کاتبین اور دیگر فرشتوں سے ہوتا ہے جو انسانوں کے ساتھ موکل ہوتے ہیں اور اسی علم میں محو اور اثبات واقع ہوتا ہے مثلاً علم کا زیادہ اور کم ہونا اور جو چیز اللہ عزوجل کے علم میں ہے اس میں کوئی محو اور اثبات نہیں ہے اور حقیقی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ (فتح الباری، ص ۴۸۸، ج ۱)

فائدہ: عمر میں زیادتی کا معنی معروف تو سب کو معلوم ہے کہ مثلاً کسی کی عمر چالیس سال تھی والدین کو راضی اور خوش رکھنے پر پچاس ہوگئی یا اس کے لئے کسی کی دعا ہوئی وغیرہ وغیرہ لیکن اس کے اور معانی بھی محدثین کرام نے بیان فرمائے ہیں۔ وہ یہ کہ عمر میں زیادتی سے مراد عمر میں برکت، نیک کاموں کی توفیق دینا اور کم عمر میں اپنی ان مہمات اور مقاصد کو انجام تک پہنچانا ہے جن کو دوسرے زیادہ عمر میں بہ مشکل پہنچا سکتے ہیں اور قاضی عیاض نے یہ کہا اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کی موت کے بعد اس کا ذکر خیر لوگوں کی زبانوں پر جاری رہے گا گویا کہ وہ مرا نہیں زندہ ہے اور حکیم ترمذی نے کہا اس سے مراد برزخ میں کم عرصہ کا قیام ہے۔

سوال

جب انسان کی حتمی عمر میں کوئی کمی بیشی نہیں ہوتی تو لوح محفوظ میں لکھی ہوئی عمر میں کمی اور بیشی کا کیا فائدہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ معاملات ظواہر پر مبنی ہیں اور معلوم باطن (اللہ تعالیٰ کا ازلی علم) مخفی ہے اس پر کوئی حکم معلق نہیں ہے پس یہ جائز ہے کہ لوح محفوظ کے لکھے گئے میں زیادتی اور کمی اور محو اور اثبات ہوتا کہ یہ کمی بیشی شارع علیہ السلام کی ترجمانی سے انسانوں تک پہنچے اور اس سے ماں باپ کے ساتھ نیکی کی فضیلت اور سعادت اور ماں باپ کی نافرمانی کی مذمت اور نحوست کا علم ہو اور یہ بھی جائز ہے کہ اس زیادتی اور کمی کا ملائکہ علیہم السلام کے ساتھ تعلق ہو اور انھیں انسان کی عمر کو برقرار رکھنے اور اس میں تبدیلی کرنے کا حکم دیا جائے اور حتمی اور قطعی حکم پر ملائکہ علیہم السلام کو اطلاع نہ ہو۔

یہی ہمارا موقف ہے کہ تقدیر مبرم جو انبیاء اولیاء ٹالتے ہیں وہ یہی ہے کہ اصل معاملہ کا علم صرف اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے ملائکہ آگاہ ہوتے ہیں نہ لوح محفوظ پر کچھ لکھا ہوتا ہے۔ اسی لئے اس کا نام شرع شریف میں شبیہ بالمبرم یا مبرم شبیہ بالمعلق جسکی تفصیل آگے آئیگی اور حوالہ جات بھی۔ (انشاء اللہ)

خلاصہ البحث

اللہ تعالیٰ کی تقدیر حق ہے اس میں تغیر وتبدل کسی کے بس میں نہیں۔ہاں وہ خود جو چاہے کرے فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ (پارہ۳۰،سورۃالبروج،ایت۱۶) ﴿ترجمہ: ہمیشہ جو چاہے کر لینے والا۔﴾اور لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ (پارہ۱۷، سورۃالانبیاء،ایت۲۳) ﴿ترجمہ: اس سے نہیں پوچھا جاتا جو وہ کرے۔﴾اور اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ (پارہ۱، سورۃالبقرۃ،ایت۲۰) ﴿ترجمہ: بیشک اللہ سب کچھ کرسکتا ہے۔﴾ کی شان کا مالک ہے اور اپنی تقدیر خود تبدیل کرتا ہے جس کی خبر اس نے خود ہی قرآن مجید میں ارشاد فرمائی ہے يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ (پارہ۱۳،سورۃالرعد، ایت۳۹) ﴿ترجمہ: اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے۔﴾ اور اس کے محو اور اثبات بھی بتائے ہیں منجملہ انکے دعا بھی ہے۔

حدیث شریف میں

"الدعا لا یرد القضا"

قضاوقدر دعا ہی سے بدل سکتی ہے

اور دعا کے قبول وعدم قبول کا معیار بھی بتا دیا ہے۔مثلاً عام بندے دعا کریں تو کبھی قبول کرلیتا ہے تو نہیں بھی کرتا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کوئی بندہ جب دعا کے لئے ہاتھ اٹھاتا ہے تو حکم ہوتا ہے یہ دعا اس بندے کے منہ پہ مارو کیونکہ ما کلہ حرام ومشربہ حرام وبلسہ حرام فانی یستحاب لہ اس کا خلاصہ کسی نے شعر میں کہا ہے ؎

جب بندہ کہتا ہے یارب میرا حال دیکھ
وہ کہتا ہے تو پہلے اپنا نامہ اعمال دیکھ

ان محبوبانِ خدا انبیاء واولیاء سے حتمی وعدہ ہے کہ انکی دعا ضرور قبول فرمائیگا چنانچہ حدیث قدسی میں ہے لئن سألنی لا عطینہ ولان استعاذنی لاعیذنہ۔(مشکوٰۃ)

اسی حکم پر ہمارا عقیدہ ہے

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

اور ؎

نگاہ ولی میں وہ تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

دیگر اسباب

دعا کے علاوہ اور بھی بہت اسباب ہیں چند اسباب ملاحظہ ہوں:

(۱) علامہ عبدالعزیز پر ہاروی اس بحث میں لکھتے ہیں بعض احادیث میں مذکور ہے کہ عبادت سے عمر زیادہ ہوجاتی ہے اور دعا تقدیر کو بدل دیتی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ جس طرح مسبب مقدر ہے اسی طرح سبب بھی مقدر ہے اور یہ جواب مشکوٰۃ نبوت سے ہے جب رسول اللہ ﷺ سے یہ عرض کیا گیا کہ کیا دم اور دوا تقدیر کو بدل دیتی ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا دم اور دعا کو بھی اللہ تعالیٰ نے مقدر کیا ہے۔

(۲) عینی شرح بخاری (ص ۱۸۲ جلد ۱) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابن آدم اپنے رب سے ڈر اور اپنے ماں باپ کے ساتھ نیکی کر اور اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کر اس سے تیری عمر میں اضافہ ہوگا تیری آسانیاں (مزید) آسان ہوں گی، تیری مشکلات دور ہوں گی اور تیرا رزق آسان ہوگا اور انھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا صلہ رحمی عمر کو زیادہ کرتی ہے اور حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عمر میں زیادتی صرف ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے سے ہوتی ہے اور رزق میں زیادتی صرف صلہ رحمی سے ہوتی ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انھوں نے نبی ﷺ سے اس آیت کے متعلق پوچھا:

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗۤ اُمُّ الْكِتٰبِ (پارہ ۱۳، سورۃ الرعد، آیت ۳۹)

ترجمہ: اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا صحیح طریقہ سے صدقہ دینا ماں باپ سے حسن سلوک کرنا، نیک کام کرنا، اور صلہ رحمی کرنا، بری تقدیر کو اچھی تقدیر سے بدل دیتا ہے، عمر زیادہ کرتا ہے اور ناگہانی آفات سے محفوظ رکھتا ہے۔

بعض روایات میں یہ اضافہ بھی ہے کہ جس شخص نے ان میں سے ایک نیکی بھی کر لی اللہ تعالیٰ اس کو تینوں درجے عطا کرتا ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ایک انسان صلہ رحمی کرتا رہتا ہے اور اس کی (مقرر کردہ) عمر میں سے صرف تین دن باقی ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں تیس سال زیادہ کر دیتا ہے اور ایک آدمی قطع رحمی (رشتہ داروں سے تعلق منقطع) کرتا رہتا ہے اور ابھی اس کی (مقرر کردہ) عمر میں تیس سال باقی ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کی عمر کم کر دیتا ہے حتیٰ کہ اس کی عمر میں صرف تین دن باقی رہ جاتے ہیں پھر کہا یہ حدیث حسن غریب ہے اور انھوں نے داؤد بن عیسیٰ سے روایت کیا کہ تورات میں لکھا ہے کہ صلہ رحمی، حسن اخلاق اور رشتہ داروں

سے نیکی کرنا، گھروں کو آباد رکھتا ہے، مال میں اضافہ کرتا ہے اور عمر زیادہ کرتا ہے، خواہ لوگ کافر ہوں۔

(یہ تمام احادیث الترغیب والترہیب میں سے لی گئی ہیں۔)

سوال

رزق اور عمر تقدیر میں مقدر اور منفرد ہو چکا ہے پھر اس میں یہ کمی اور زیادتی کس طرح متصور ہوگی۔

جوابات

علماء کرام نے اس کے پانچ جواب دیئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

(۱) رزق میں زیادتی سے مراد رزق کی وسعت اور عمر میں زیادتی سے مراد صحت بدن ہے کیونکہ غنٰی کو حیات اور فقر کو موت کہا جاتا ہے۔

(۲) انسان کی زندگی سو سال لکھی گئی اور اس کی نیکی کی زندگی کے اسی سال لکھے گئے اور جب اس نے صلہ رحمی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی نیکی میں بیس سال بڑھا دیئے۔ یہ دونوں جواب علامہ ابن تیمیہ نے دیئے ہیں۔

(۳) عمر میں یہ زیادتی بھی ازل میں مقرر تھی لیکن اس اضافہ کو بہ طور انعام کے صلہ رحمی پر موقوف کیا گیا تھا گویا یوں لکھا گیا تھا کہ فلاں شخص پچاس سال زندہ رہے گا اور اگر اس نے صلہ رحمی کی تو ساٹھ سال زندہ رہے گا۔

(۴) یہ زیادتی لوح محفوظ میں لکھی گئی ہے (یعنی لوح میں پچاس سال مٹا کر ساٹھ سال لکھ دیا گیا) اور اللہ تعالیٰ کا علم لوح محفوظ کے مغائر ہے۔ سو اللہ تعالیٰ کو جو انسان کی عمر کی انتہا معلوم ہے اس میں کوئی تغیر نہیں ہے اور لوح محفوظ میں لکھی ہوئی عمر کو کبھی مٹا کر بڑھا دیا جاتا ہے اور کبھی اسے برقرار رکھا جاتا ہے اور اسکا انجام کا اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہ حتمی و قطعی ہے۔ اس میں کوئی کمی بیشی نہیں اور نہ ہی تغیر و تبدل ہے۔

تقدیر مبرم

یہ وہی دوسری قسم ہے جس میں اختلاف ہے۔ اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ تقدیر مبرم انبیاء و اولیاء کی دعاؤں ارادوں سے ٹل جاتی ہے دیوبندی وہابی و دیگر انکے ہمنوا فرقے کہتے ہیں کہ تقدیر مبرم حتمی ہے نہیں ٹلتی۔ دونوں طرفوں سے قرآن واحادیث کے انبار لگا دیئے جاتے ہیں لیکن پھر بھی جھگڑا ختم نہیں ہوتا۔ مسلک حق اہلسنّت کے علماء و مشائخ نے ایک راہ نکالی ہے جس سے ضد تعصب کی عینک اتار لی جائے تو بات حق ہے اور اس راہ پر دلائل قویہ بھی موجود ہیں۔ وہ یہ کہ تقدیر مبرم دو قسم ہے۔

(۱) مبرم حقیقی (۲) مبرم مجازی یعنی مبرم شبیہ بالمعلق یا معلق شبیہ بالمبرم۔
اسکی تفصیل فقیر عرض کرے گا یہاں یہ ثابت کروں کہ وہ مبرم مجازی کونسی تقدیر ہے۔

مبرم مجازی کی تعریف

معلق تقدیر تو مفصل طریق سے عرض کردی گئی ہے کہ وہ لوح محفوظ میں مکتوب ہوتا ہے اسے ملائکہ کرام بھی جانتے ہیں کہ ایسے ہوگا اگر اسکا سبب سامنے آیا تو ویسے ہوگا۔ لیکن ایک قسم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی کے ارادہ میں ہوتا ہے لیکن اس کو عام فرشتوں کے علاوہ خواص ملائکہ بھی نہیں جانتے وہ چونکہ لوح محفوظ میں بھی مکتوب نہیں ملائکہ خواص وخواص بھی اس لئے بے خبر ہیں اسی لئے وہ ایک طرح مبرم حتمی ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں ہے کہ میں اس تقدیر کو اپنے فلاں محبوب کے لئے بدل دونگا چونکہ وہ تقدیر مبرم بدل جاتی ہے اسی لئے اس کا نام شبیہ بالمبرم ہے۔ فقیر اپنے دعویٰ مذکور پر صرف دو مضبوط روایات پیش کرتا ہے۔

حضرت آدم و داؤد علیٰ نبینا و علیهما السلام

حدیث شریف میں ہے۔

عن ابی هریرۃ رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ لمّا خلق اللّٰه آدم مسح ظهره فسقط عن ظهرهٖ کُلُّ نسمةٍ هُو خالقُها من ذُریته الیٰ یوم القیمة و جعل بین عینیُ کُلّ انسان منهُم وبیصًا من نور ثمّ عرضهم علی آدم فقال ای ربّ من هوٌلاء قال ذریتك فرای رجُلاً منهُم فاعجبه وبیصُ مابین عینیه قال ای رب من هذا قال دائود فقال ای ربّ کم جعلت عمره قال ستین سنتة قال ربّ زدهُ من عُمرُی اربعین سنةً قال رسول اللّٰه ﷺ فلمّا انقضٰی عُمرُ آدم الا اربعین جآءہ ملكُ الموت فقال آدم فجحدت ذُرّیته ونسی آدمُ فاکل من الشجرۃ فنسیت ذُرّیتهُ وخطاء آدم وخطات ذُرّیتهُ ۔ رواهُ الترمذی وقال هذا۔حدیث صحیح (اللمعات، ص۱۸۴ج۱)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ عزوجل نے حضرت آدم کو پیدا کیا تو ان کی پیٹھ پر ہاتھ پھرا تو ان کی پشت سے تا قیامت انکی اولاد کی روحیں نکلیں جنہیں اللہ تعالیٰ پیدا فرمانے والا ہے اوران میں سے ہر انسان کی دو آنکھوں کے بیچ نور کی چمک دی [۱] پھر انہیں آدم پر پیش فرمایا وہ بولے اے رب یہ کون ہیں فرمایا تمہاری اولاد [۲] ان میں ایک شخص کو دیکھا تو ان کی آنکھوں کے درمیان کی چمک پسند آئی [۳] بولے اے رب یہ کون ہے فرمایا حضرت داؤد بولے اے رب ان کی عمر

کتنی مقرر فرمائی ہے۔فرمایا ساٹھ سال ؎ عرض کیا مولا میری عمر میں سے چالیس سال انہیں بڑھادے ؎ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب آدم کی عمر ماسوائے چالیس سال کے پوری ہوئی تو انکی خدمت میں فرشتہ موت حاضر ہوا ؎ آدم بولے کیا ابھی میری عمر کے چالیس سال باقی نہیں۔فرمایا کیا وہ تم اپنے فرزند داؤد کو نہ دے چکے ؎ حضرت آدم انکاری ہوئے اس لئے انکی اولاد انکار کرنے لگی ؎ حضرت آدم بھول کر درخت سے کھا گئے لہذا ان کی اولاد بھولنے لگی۔حضرت آدم نے خطا کی تو ان کی اولاد خطائیں کرنے لگی۔

طریقہ استدلال

یہ تقدیر ایسی ہے جسکا علم حضرت عزرائیل علیہ السلام کو نہیں اور اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال ہے۔یہی وجہ ہے کہ عزرائیل اپنے علم اور لوح محفوظ کے لکھے مطابق وقت پر پہونچے لیکن آدم علیہ السلام نے چالیس سال بقایا چالیس سال پر اصرار فرمایا باوجود یہ کہ آپ نے اپنی بقایا عمر کی دعا نہیں مانگی لیکن اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کا دل میلا نہیں کرتا از خود ہی انہیں چالیس سال عطا کردیئے اور داؤد علیہ السلام کو بھی آدم علیہ السلام کے چالیس سال عطا کردہ بھی عطا کردیئے چنانچہ اللمعات شرح المشکوٰۃ مطبوعہ لاہور ص ۱۸۴ ج ا میں ہے

ثم کمل اللہ لآدم الف سنتہ ولداؤ دماۃ سے سنتہ

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی عمر ہزار سال اور داؤد علیہ السلام کی سو سال پوری فرمائی۔

فوائد الحدیث

(ا) اس عالم دنیا میں انسانی تخلیق سے پہلے ہم موجود تھے جس کے لئے اولیاء اللہ دعویٰ کیا کرتے ہیں کہ۔

خدا خود میر مجلس بود محمد شمع محفل بود اندر لامکاں خسرو جائیکہ من بودم

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا

کن فیکو ن تے کل دی

گل دے اساں پہلے پریت لگائی

(۲) محبوبانِ خدا اپنی عمر اور دوسروں کی عمریں بعطائے الٰہی پہلے جانتے ہیں جیسے آدم علیہ السلام کی عمر کا علم تھا۔

(۳) شاہ عبدالحق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حضرت آدم کو داؤد علیہ السلام کی چمک پسند آنے سے یہ لازم نہیں آتا کہ ان کی چمک ہمارے حضور کی چمک سے زیادہ یا افضل ہو حسن واقعی اور چیز ہے پسند آنا کچھ اور۔لیلیٰ سے بڑھ کر حسینہ

اور عورتیں موجود تھیں مگر عاشق کی آنکھ میں وہی مرغوب تھی۔(اشعتہ اللمعات فارسی ولمعات عربی)

آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی آپ نے عرض کیا کہ میری عمر نوسو ساٹھ سال کر دے اور داؤد علیہ السلام کی عمر پورے سوسال یہ دعا رب عزوجل نے قبول فرمائی۔معلوم ہوا کہ نبی کی دعا سے عمریں گھٹ بڑھ جاتی ہیں ان کی شان تو بہت ارفع ہے شیطان کی دعا سے اس کی عمر بڑھ گئی۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

ہمارا عقیدہ بھی یہی ہے کہ عمر وغیرہ گھٹانا بڑھانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے اللہ والے دعا کرتے ہیں تو وہ کریم انکی دعا رد نہیں فرماتا اپنی تقدیر بدل دیتا ہے۔

لطیفہ: چونکہ وہابیوں دیوبندیوں کو اللہ والوں (انبیاء واولیاء) سے قلبی بغض ہے اگر چہ نہیں مانتے لیکن انکے طریقہ کار سے معلوم ہو جاتا ہے مثلاً اسی مسئلہ میں انکا انکار ظاہر ہے لیکن افسوس ہے کہ ابلیس کے لئے مانتے ہیں کیوں نہ مانیں جبکہ اسکا قصہ قرآن مجید میں ہے۔

ابلیس نے ہی عرض کیا تھا:

فَاَنْظِرْنِیْ اِلٰی یَوْمِ یُبْعَثُوْنَ (پارہ۱۴،سورۃالحجر،ایت۳۶)

ترجمہ: مجھے مہلت دے اس دن تک کہ وہ اٹھائے جائیں۔

رب تعالیٰ نے اسکی دعا قبول کرتے ہوئے فرمایا

قَالَ فَاِنَّکَ مِنَ الْمُنْظَرِیْنَ ۝ اِلٰی یَوْمِ الْوَقْتِ الْمَعْلُوْمِ (پارہ۱۴،سورۃالحجر،ایت۳۷،۳۸)

ترجمہ: فرمایا تو ان میں ہے جن کو اس معلوم وقت کے دن تک مہلت ہے۔

فانّک کی ف سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ زیادتی عمر اسکی دعا سے ہوئی اب ناظرین ہی بتائیں کہ یہ لوگ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کے لئے ماننے کو شرک اور ابلیس کے لئے ماننے کو توحید اسکی وجہ شاید کسی کو سمجھ نہ آئے تو عرض کروں۔

کند ہمجنس باہمجنس پرواز
کبوتر باکبوتر باز باباز

مزید تفصیل دیکھئے فقیر کا رسالہ کا "ابلیس تا دیوبند"

سوال

آیت کریمہ

اِذَا جَآءَ اَجَلُھُمْ فَلَا یَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا یَسْتَقْدِمُوْنَ (پارہ۱۱،سورۃ یونس،ایت۴۹)

ترجمہ: جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں۔

وہ اس حدیث کے خلاف نہیں کیونکہ آیت میں تقدیر مبرم یعنی علم الٰہی کا ذکر ہے اور یہاں تقدیر معلق کی تحریر کا ذکر یا آیت کا مطلب یہ ہے کوئی شخص اپنے اختیار سے اپنی عمر کم وبیش نہیں کرسکتا اور حدیث کا مطلب یہ ہے کہ بندوں کی دعا سے عمریں رب تعالیٰ گھٹا بڑھا دیتا ہے۔آخر عیسیٰ علیہ السلام مُردوں کو زندہ فرماتے تھے انہیں آپ کی دعا سے نئی عمریں مل جاتی تھیں ثابت ہوا کہ دعا سے تقدیر پلٹ جاتی ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا تھپڑ اور ملک الموت

صحیح حدیث میں ہے کہ

عن النبی ﷺقال قال رسول اللہ ﷺ جاء ملك الموت الی موسیٰ بن عمران فقال له اجب ربك قال فلطم موسٰی عین ملك الموت ففقاھا قال فرجع الملك الی اللّٰہ تعالیٰ فقال انّك ارسلتنی الیٰ عبدٍلك لا یُریدُالموت وقد فقاعینی قال فردّاللّٰہ الیه عینه وقال ارجع الیٰ عبدی فقُل الحیٰوۃ تُریدُفان کنت تُریدُ الحیوۃ فضع یدك علی متن ثورٍ فما توارتْ یدُك من شعرہٖ فانّك تعیش بھا سنةقال ثم مه قال ثم تموت قال فالاٰن من قریب رب ادنی من الارض المقدسته رھیته محجر قال رسول اللہ ﷺ لوانی عندہ لا ریتکم قبرہ الیٰ جنب الطریق عندا لکثیب الا حمر

﴿متفق علیه (باب المناقب)مشکوۃ باب المناقب ذکر الانبیاء علیھم السلام باب المناقب﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت ملک الموت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کے پاس آئے ان سے کہا کہ اپنے رب کا بلاوا قبول کیجئے۔فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کی آنکھ پر طمانچہ مار دیا اسے نابینا کر دیا فرماتے ہیں کہ پھر وہ فرشتہ رب تعالیٰ کی طرف واپس ہوا۔عرض کیا کہ تو نے مجھے اپنے ایسے بندے کے پاس بھیجا جو مرنا نہیں چاہتا اور اس نے میری آنکھ بیکار کردی۔فرماتے ہیں اللہ نے ان کی آنکھ انھیں لوٹا دی اور فرمایا میرے بندے کی طرف لوٹو ان سے کہو کہ آپ زندگی چاہتے ہیں اگر زندگی چاہتے ہوں تو اپنا ہاتھ بیل کی کھال پر رکھئے آپ کا ہاتھ جتنے بالوں کو ڈھکے گا

آپ ہر بال کے عوض ایک سال جئیں گے [1] عرض کیا پھر کیا فرمایا پھر آپ وفات پائیں گے [2] عرض کیا تو ابھی قریب ہی ہیں۔

اے میرے رب مجھے مقدس زمین سے ایک پتھر کی پھینک کے قریب گرا دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کی قسم اگر میں پاس ہوتا تو تم کو قبر شریف راستہ کے کنارے سرخ ٹیلہ کے ساتھ دکھاتا۔ (بخاری و مسلم و مشکوٰۃ)

طریقۂ استدلال

تقدیر معلق کے قاعدہ پر عزرائیل علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کرنے کے لئے آئے انہیں رازِ الٰہی کا علم نہ تھا رازِ الٰہی موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مار کر ظاہر کر دیا یہی تقدیر مبرم ٹالنا ہے۔ لیکن ہم اہلسنّت اس کا نام شبیہ معلق بالمبرم یا شبیہ بالمعلق رکھتے ہیں جسکا وہابیوں دیوبندیوں کے فرقہ کو انکار ہے۔ اسے فقیر نے قرآن اور احادیث مبارکہ سے ثابت کر دیا ہے صرف اسی کو موضوع بحث بناؤں تو ایک مستقل تصنیف چاہئے ماننے والوں کے لئے کافی ہے نہ ماننے والوں کو دفاتر و ضخیم تصانیف بھی ناکافی ہیں۔

فوائد

اس حدیث شریف سے چند فوائد ملاحظہ ہوں۔

(۱) اللہ تعالیٰ کو انبیاء علیھم السلام کا ادب محبوب ہے یہی وجہ ہے کہ عزرائیل علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو گویا یوں فرمایا اے ملک الموت تم ان سے اس طرح عرض کرو انہیں اختیار دو آنے کے لئے صیغۂ امر عرض نہ کرو اگر وہ بہت دراز مدّت بھی دنیا میں رہنا چاہیں تو منظور ہے۔

(۲) موسیٰ علیہ السلام نے طمانچہ مارا کہ وہ حضرات رب تعالیٰ کی طرف سے مختار ہوتے ہیں زندگی و موت ان کی اختیاری ہوتی ہے۔ مثلاً رب تعالیٰ کے اس فرمان میں حضرت ملک الموت کا جواب ہے (کہ انہوں نے عرض کیا تھا کہ موسیٰ علیہ السلام مرنا نہیں چاہتے) ملک الموت جا کر دیکھو لو کہ تم کو حضرت موسیٰ نے موت سے بچنے کے لئے مارا ہے یا کسی اور وجہ سے۔ موت سے بچنے کے لئے ہوتا تو پھر آخر میں موت کیلئے سرِ تسلیم خم کیوں؟

(۳) معلوم ہوا کہ مقبولوں کی دعا بلکہ ان کی خواہش سے عمریں بڑھ جاتی ہیں آئی قضا ٹل جاتی ہے آفتیں دور ہو جاتی ہیں آدم علیہ السلام کی عمر شریف پوری ہو چکی لیکن اگر آپ زندگی چاہتے تو ہزار سال عطا ہو جاتی بلکہ ملک الموت کے اس آنے جانے عرض معروض کرنے کی بقدر قضاء ٹلی رہی۔ یہی ہمارا موقف ہے کہ وہ تقدیر مبرم جو ملائکہ کے علم میں نہیں اور لوح

محفوظ میں بھی نہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے علم میں ہے کہ اپنے محبوبوں کی دعا سے ٹال دونگا یہی مفہوم یَمۡحُوا اللّٰہُ مَا یَشَآءُ وَیُثۡبِتُ وَعِنۡدَہٗۤ اُمُّ الۡکِتٰبِ (پارہ۱۳، سورۃ الرعد، ایت۳۹) ﴿ترجمہ: اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔﴾ کا ہے۔

فائدہ: حدیث شریف میں بھی اسی تقدیر مبرم (شبیہ بالمعلق) کا ثبوت ملتا ہے۔ حضور نبی پاک ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا

اکثر من الدعاء فان الدعاء یرد القضاء المبرم۔ (رواہ ابن عساکر)

دعا زیادہ کیا کرو اس لئے کہ دعا تقدیر مبرم کو بھی ٹال دیتی ہے۔ (کنز العمال ص۳۹ ج۲)

(۴) حضرت موسیٰ علیہ السلام کو گویا کہا گیا کہ آپکی وہ وفات بھی ہوگی آپ کے اختیار سے ہے۔ خیال رہے کہ انبیاء کے لئے بھی موت ضرور ہی آتی ہے۔ مگر وقت موت میں انہیں اختیار ہوتا ہے اور یہ اختیار بھی ہمیشہ کہ جب بھی موت آئے ان کی مرضی سے آئے۔

(۵) موسیٰ علیہ السلام کا کہنا کہ مجھے اس گھڑی موت منظور ہے تم اس وقت مارنا موت کے خوف سے نہ تھا بلکہ وہ کہلوانے کے لئے تھا جو تم نے اب کہا۔ خلاصہ یہ ہے کہ بلاوے تین طرح کے ہوتے ہیں۔ دعوتِ خوشی کے لئے بلاوا جسے کہتے ہیں نوید مسرت، دوسرے سمن عدالت میں حاضری کا بلاوا، تیسرے وارنٹ گرفتاری۔ کافر کی موت وارنٹ ہے۔ عام مومنوں کی موت سمن ہے۔ حضرات انبیاء کی موت دعوت خوشی یعنی نوید مسرت ہے۔ ملک الموت نے نوید مسرت کو سمن کے طور سے پیش کیا یعنی نوید مسرت کو سمن بنادیا کہ کہا اجب ربک حاضر بارگاہ ہوا اس لئے مارا تھا۔ حضرت ملک الموت نے حضور ﷺ سے جان شریف قبض کرنے کی اجازت چاہی حضور انور ﷺ نے حضرت جبرئیل سے مشورہ کیا۔

غرض جبرئیل نے عرض کیا کہ رب تعالیٰ آپ ﷺ کا مشتاق ہے چلئے تب اجازت دی تو انہوں نے قبض روح کی ہے۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے انہیں سکھا دیا تھا۔ اشعۃ للمعات میں ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جلالی نبی ہیں۔ جب آپ کو غصہ آتا تو سر پر اوڑھی ہوئی ٹوپی جل جاتی تھی۔ (اشعہ و مرقات)

وہ غضب کی آگ جلالی دکھائی نہیں جاسکتی تھی نور نار سے نہیں جلتا ہے۔

(۶) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ملک الموت کو طمانچہ مارا ان کو نبی کا ادب سکھانے کے لئے (مرآت) کوئی شخص نبی سے یہ نہ کہے کہ نماز پڑھ لیجئے مسجد میں آیئے تو اس میں ایک طرح کا حکم ہے۔ حضرات انبیاء کرام حاکم ہوتے ہیں۔ کسی

بندے کے ماموریا محکوم نہیں ہوتے۔نیز نبی تو ہر وقت ہی رب کے مطیع ہوتے ہیں۔ان سے کہنا کہ آپ رب کی اطاعت کریں۔اس کا شائبہ ہے کہ انہیں غیر مطیع مانا (مرقات) نبی کا ادب یہ تھا کہ ملک الموت عرض کرتے کہ آپ کو یہاں رہنے اور چلنے کا اختیار ہے اگر اجازت ہو تو میں تعمیل ارشاد کروں وہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے موت وحیات کے مختار ہوتے ہیں (مرقات) اس طمانچہ کی اور بہت وجہیں بیان کی گئیں ہیں۔(فقیر کی شرح البخاری ملاحظہ ہو)۔

(۷) جب فرشتہ شکل انسانی میں آئے تو اس کو انسانی اعضاء دیئے جاتے ہیں۔ان کے لئے مختلف شکلیں ایسی ہیں جیسے ہمارے لئے مختلف لباس۔حضرت ملک الموت کی یہ ہی بشری آنکھ موسیٰ علیہ السلام کے طمانچہ سے بیکار ہوئی ورنہ ملکی آنکھ کسی طمانچہ وغیرہ سے بیکار نہیں ہوسکتی۔اس سے معلوم ہوا نبی کی طاقت فرشتہ کی طاقت سے زیادہ ہوتی ہے۔رسالہ ''نبی وولی کی قوت پڑھئے'' حضرت عزرائیل کو اس آنکھ نکلنے کا درد نہ ہوا جیسے ہمارے لباس پھٹنے سے درد نہیں ہوتا۔

(۸) ملک الموت کی واپسی بغیر روحِ موسیٰ قبض کیے ہوئے ہوئی معلوم ہوا کہ ملائکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کے تابع فرمان ہوتے ہیں مرضی نہ پائی خالی واپس آگئے۔

(۹) رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے قصاص نہیں دلوایا کہ استاد سے شاگرد کا والد سے بیٹے کا نبی سے امتی کا قصاص نہیں لیا جاتا بلکہ وہاں تو چھوٹا معافی مانگتا ہے۔(مرآت)

دو گواہ

مسلک حق اہلسنّت کے معتمد علیہ دو شخصیات کی عبارات پیش کرتا ہوں تاکہ دونوں گروہوں (۱) اہل حق (۲) اہل باطل (وہابی دیوبندی) کی خلش دور ہو۔

گواہ صدر الشریعہ حضرت علامہ حکیم محمد امجد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

قضا تین قسم ہے۔

۱) مبرم حقیقی کہ علم الٰہی میں کسی شے پر معلق نہیں اور معلق محض کہ صحف ملائکہ میں کسی شے پر اس کا معلق ہونا ظاہر فرمادیا گیا ہے اور معلق شبیہ بہ مبرم کہ صحف ملائکہ میں اس کی تعلیق مذکور نہیں اور علم الٰہی میں تعلیق ہے ہر وہ جو مبرم حقیقی ہے اس کی تبدیلی ناممکن ہے اکابر محبوبان خدا اگر اتفاقاً اس بارے میں کچھ عرض کرتے ہیں تو انھیں اس خیال سے واپس فرمادیا جاتا ہے ملائکہ قوم لوط پر عذاب لے کر آئے ،سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیٰ نبینا الکریم وعلیہ افضل الصلاۃ والتسلیم کہ رحمت محضہ تھے

ان کا نام پاک ہی ابراہیم ہے یعنی اب رحیم مہربان باپ۔ان کافروں کے بارے میں اتنے ساعی ہوئے کہ اپنے رب سے جھگڑنے لگے انکا رب فرماتا ہے

یُجَادِلُنَا فِیْ قَوْمِ لُوْطٍ (پارہ۱۲، سورۃ ھود، ایت۷۴)

ترجمہ: ہم سے قوم لوط کے بارے میں جھگڑنے لگا۔

یہ قرآن عظیم نے ان بے دینوں کا رد فرمایا جو محبوبان خدا کو بارگاہ عزت میں کوئی عزت و وجاہت نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اس کے حضور کوئی دم نہیں مار سکتا حالانکہ انکا رب عزوجل ان کی وجاہت اپنی بارگاہ میں ظاہر فرمانے کو خود ان لفظوں سے ذکر فرماتا ہے کہ ہم سے جھگڑنے لگا قوم لوط کے بارے میں ۔حدیث میں ہے شب معراج حضور قدس ﷺ نے ایک آواز سنی کہ کوئی شخص اللہ عزوجل کے ساتھ بہت تیزی اور بلند آواز سے گفتگو کر رہا ہے حضور اقدس ﷺ نے جبریل امین علیہ الصلاۃ والسلام سے دریافت فرمایا کہ یہ کون ہیں ۔عرض کی موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام ۔فرمایا کیا اپنے رب پر تیز ہو کر گفتگو کرتے ہیں ۔عرض کی ان کا رب جانتا ہے کہ ان کے مزاج میں تیزی ہے۔جب آیہ کریمہ

وَلَسَوْفَ یُعْطِیْكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰی (پارہ۳۰،سورۃالضحیٰ،ایت۵)

ترجمہ: اور بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔

نازل ہوئی تو حضور سید المحبوبین ﷺ نے فرمایا

اذان ارضیٰ وواحدمن امتی فی النار

ایسا ہے تو میں راضی نہ ہوں گا اگر میرا ایک اُمتی بھی آگ میں ہو۔

یہ تو شانیں بہت رفیع ہیں جن پر رفعت عزت و وجاہت ختم ہے صلوٰت اللہ تعالیٰ وسلامہ علیھم ۔مسلمان ماں باپ کا کچا بچہ جو حمل سے گر جاتا ہے اس کے لئے حدیث میں فرمایا کہ روز قیامت اللہ عزوجل سے اپنے ماں باپ کی بخشش کے لیے ایسا جھگڑے گا جیسا قرض خواہ کسی قرضدار سے یہانتک کہ فرمایا جائیگا

اَیُّھا السّقطُ المُر اغمُ ربّہ

اے کچے بچے اپنے رب سے جھگڑنے والے اپنے ماں باپ کا ہاتھ پکڑ لے اور جنت میں چلا جا۔

خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا مگر ایمان والوں کے لیے بہت نافع اور شیطان الانس کی خباثت کا دافع تھا۔

کہنا یہ ہے کہ قوم لوط پر عذاب قضائے مبرم حقیقی تھا خلیل اللہ علیہ الصلاۃ والسلام اس میں جھگڑے تو انھیں ارشاد ہوا

یٰۤاِبْرٰهِیْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَاۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَۚ وَ اِنَّهُمْ اٰتِیْهِمْ عَذَابٌ غَیْرُ مَرْدُوْدٍ (پارہ۱۲،سورۃ ھود، ایت ۷۶)

ترجمہ: اے ابراہیم اس خیال میں نہ پڑ بیشک تیرے رب کا حکم آچکا اور بیشک ان پر عذاب آنے والا ہے کہ پھیرا نہ جائے گا۔

اور وہ جو ظاہر قضائے معلق ہے اس تک اکثر اولیاء کی رسائی ہوتی ہے ان کی دعا سے ان کی ہمت سے ٹل جاتی ہے اور وہ جو متوسط حالت میں ہے جسے صحف ملائکہ کے اعتبار سے مبرم بھی کہہ سکتے ہیں اس تک خواص اکابر کی رسائی ہوتی ہے۔ حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ اسی کو فرماتے ہیں میں قضائے مبرم کو رد کر دیتا ہوں اور اسی کی نسبت حدیث میں ارشاد ہوا

انّ الدُّعاء یرُ دُّ القضاء بعد ما ُ ابرم

بیشک دعا قضائے مبرم کو ٹال دیتی ہے۔ (بہار شریعت شریف حصہ اول)

گواہ ۲ حضرت علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ یہ اگرچہ سنّی بزرگ ہیں

شاہ ولی اللہ کے شاگرد اور مظہر جانجانان رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں لیکن دیوبندی فرقہ انہیں اپنا معتمد علیہ مانتے ہیں بلکہ ان کی تصانیف میں اپنی مذہبی باتیں داخل کر کے شائع کی ہیں تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف ''التحقیق الجلی فی مسلک شاہ ولی'' اسی لئے انہیں مولوی اشرف علی تھانوی محمود الحسن دیوبندی و دیگر اکابر مثلاً شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بیہقی وقت لکھتے ہیں انھوں نے فرمایا

تقریر تفسیر مظھری

تفسیر ہذا مخالفین کے نزدیک مُسلّم ہے۔ اس کے مصنف کو حضرت شاہ عبدالعزیز محدّث دہلوی قدس سرّہٗ نے بیہقی وقت لکھا اور اب مخالفین کے جملہ اکابر واصاغر مصنف تفسیر مظہری یعنی حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کو بیہقی وقت کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

(تفسیر مظہری کی تقریر دربارہ تحقیق تقدیر مع اضافات فقیر اویسی غفرلہ ربہ القدیر)

ملاحظہ ہو۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ (پارہ۱۳،سورۃ الرعد،ایت۳۹)

ترجمہ: اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔

آیت میں صاف بتایا کہ اللہ تعالیٰ اپنی تقدیر ٹالتا ہے جیسے اور جس کے لئے چاہتا ہے۔

یمحو اللّٰہ مایشاء ویثبت یعنی مما کان فی اللوح

یعنی اللہ تعالیٰ وہ امور مٹاتا اور ثابت کرتا ہے جو لوح محفوظ میں مندرج ہیں۔

تقدیر مبرم ومعلق کا ثبوت

صاحب تفسیر مظہری اس کے ماتحت لکھتے ہیں کہ

فما کان مکتو با قا بلا للمحو بالقضاء المعلق یمحو اللّٰہ تعالیٰ با یجا دہٖ ماعلق محو ہ بہ سواء کان ذلك التعلیق مکتوبا نی اللوح او مضمرٌ فی علم اللّٰہ تعا لیٰ وما لیس قابلا للمحو یسمی بالقضاء المبرم ۔

وہ حکم جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے لیکن وہ قابل محو ہے تو اس کا نام قضاء معلق ہے اسے اللہ تعالیٰ مٹاتا ہے اور اس کے بدلے اور لکھتا ہے وہ تعلیق یا تو لوح پر لکھ دی جاتی ہے یا اسے اللہ تعالیٰ اپنے علم میں مخفی رکھتا ہے اور وہ حکم جو قابل محو نہیں اس کا نام قضاء مبرم ہے۔

فائدہ: اسی عبارت سے ہماری بیان کردہ تقریر کہ قضاء تین قسم کی تائید وتصدیق ہوئی۔اب ذیل میں مزید تبصرہ کرتے ہیں کہ واقعی تقدیر تین قسم ہے۔

ا۔تقدیر مبرم کے دلائل دینے کی ضرورت نہیں۔اس لئے کہ اس میں مخالفین کو اتفاق ہے نیز کچھ ہم نے مقدمہ میں بھی عرض کر دیا ہے۔وہ یہی ہے کہ اگر اس تقدیر کے ٹلنے کے لئے انبیاء واولیاء علیٰ نبینا وعلیہم السلام کچھ عرض کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں کو محبت وپیار سے تقدیر نہ ٹلنے کی وجہ بتا دیتا ہے لیکن مخالفین بے ادبی اور گستاخی کے لہجہ میں ایسے مقامات پر جتنا چاہتے ہیں انبیاء واولیاء کی جی بھر کر بے ادبی گستاخی کرتے ہیں۔

تقدیر معلق کا ثبوت

اس کے متعلق بھی اثبات کی ضرورت نہیں کیونکہ اہل علم کو اس کا انکار نہیں لیکن اپنے عوام میں عام تاثر دیتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی تقدیر نہیں ٹلتی ہم چند حوالے لکھ دیتے ہیں تا کہ ان کے عوام سمجھیں کہ تقدیر ربانی ٹل جاتی ہے اور تقدیر ٹلنے والے مسئلہ میں ان کے علماء ان سے خیانت کر کے یہود و نصاریٰ کے احبار و رہبان کے نقشِ قدم پہ چل گئے ہیں۔

۱۔قال البغوی وعن عمر و ابن مسعود انهما قال یمحو السعا دة و الشقاوة ۔ایضاً و یمحو الرزق والا جل و یثبت مایشاء۔

امام بغوی نے حضرت عمر و ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت کی انہوں نے فرمایا سعادت و شقاوت مٹ سکتی ہیں نیز فرمایا کہ رزق و اجل بھی اللہ تعالیٰ جو چاہتا مٹاتا اور ثابت رکھتا ہے۔

۲۔وروی عن عمر انه' کان یطوف بالبیت وهو یبکی و یقول اللهم ان کنت کتبتنی فی اهل السعادة فاثبتنی فیها وان کنت کتبت علی الشقاوة فامحنی واثبتنی فی اهل السعادة والمغفرة فانك تمحو ما تشاء وتثبت وعندك ام الکتاب ۔

مروی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ طواف کرتے ہوئے رو کر عرض کرتے اے اللہ! اگر تو نے مجھے اہلِ سعادت میں لکھا ہے تو اسے ثابت رکھ اور اگر اہلِ شقاوت میں لکھا ہے تو اسے مٹا دے اور مجھے اہلِ سعادت میں لکھ دے۔ اس لئے کہ تو مٹاتا ہے جو چاہتا ہے اور ثابت رکھتا ہے جو چاہتا ہے تیرے ہاں اُم الکتاب ہے۔

۳۔عن ابن مسعود وفی بعض الآثار ان الرجل قد یکون قد بقی من عمره ثلثون سنة فیقطع رحمه فیر دالی ثلاثة ایام والرجل قدیکون قدبقی له منه عمره ثلثه ایام فیصل رحمه فیمدالیٰ ثلٰثین سنة۔

بعض آثار میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کسی کی عمر باقی تیس سال رہ جاتی ہے تو اس سے قطع رحمی کا ارتکاب ہو جاتا ہے پھر اس کی صرف تین دن عمر بنادی جاتی ہے۔ جب وہ صلہ رحمی کرتا ہے تو اس کی بدستور تیس سال عمر بنادی جاتی ہے۔

۴۔روی البغوی بسنده الیٰ ابی الدردا ء رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ینزل الله فی آخر ساعات یبقین من اللیل فینظر فی الساعة الاولیٰ منهن فی الکتاب الذی لا ینظر فیه احد غیره فیمحو مایشا ء ویثبت ۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ رات کے آخری حصہ میں اپنی

شان کے لائق نزول فرماتا ہے تو اس کی پہلی گھڑی کو دیکھتا ہے جو اس کے سوا کوئی نہیں دیکھتا۔ اس پر جو چاہتا ہے مٹاتا ہے یا ثابت رکھتا ہے۔

اس روایت میں واضح ہے کہ بعض تقدیری امور ایسے ہوتے ہیں جن پر ملائکہ کرام کو علم نہیں ہوتا۔ ایسے امور لوح محفوظ پر بھی مندرج نہیں ہوتے۔ اس تقدیر کو بظاہر مبرم سمجھا جاتا تھا لیکن جونہی وہ ٹل گئی تو کہا گیا کہ تقدیر مبرم ٹل گئی۔ حالانکہ یہ معلق شبیہ بالمبرم تھی۔ اس کی تفصیل ابھی آتی ہے۔

۵۔عن علی انه سأل رسول الله ﷺ عن هذه الآية فقال لا قرن عينك بتغير ها ولا قرن عين امتی من بعدی تبفسرها الصدقة علی وجها وبر الوالدين واضاع المعروف محو ل الشقا ء سعادة ويز يد فی العمر۔

سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے حضور سرور عالم ﷺ سے اس کی تفسیر پوچھی تو آپ نے فرمایا کہ میں اس کی تفسیر سے تیری آنکھیں ٹھنڈی کرونگا اور اپنی اُمت کی بھی وہ یہ ہے کہ صحیح طریقہ سے صدقہ اور ماں باپ سے احسان اور نیک کام کرنے سے شقاوت سعادت سے بدل جاتی ہے اور عمر میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

فائدہ : اس قاعدہ وضابطہ پر ہم اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ تقدیر ربانی ٹلتی ہے تو نیک لوگوں کی نیک دعاؤں سے اور اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اپنے محبوبوں کی دعا سے اپنی تقدیر کو ٹال دیتا ہے۔ جو لوگ اپنے خدا تعالیٰ کو جھوٹا (معاذ اللّٰہ) وعدہ خلاف (ثم معاذ اللّٰہ) مانتے ہیں وہ بیشک ایک بار نہیں ہزار بار تقدیر نہ ٹلنے کی باتیں کریں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمة الله عليه
اور ملا طاہر لاہوری

جواہر مجددیہ ص ۳۶ میں ہے کہ آپ نے شیخ طاہر لاہوری کی پیشانی پر ''الکافر'' لکھا ہوا نظر آیا۔ کئی روز بعد یہ خبر آئی کہ وہ کافر ہوگیا اور اس نے زنار پہن لیا۔ آپ نے لوح محفوظ کی طرف نگاہ کی تو وہاں بھی یہی لکھا ہوا پایا۔ آپ نے دعا کی اس کی برکت سے وہ سعید ہوگیا اور آپ کا مرید ہوا اور خلافت پائی۔ (تفسیر مظہر پارہ ۱۳ سورۂ رعد)

غوث اعظم رضی اللہ عنہ اور
مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کی تقدیر مبرم

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر مظہری میں لکھا کہ مقامات مجددیہ میں مذکور ہے کہ حضرت مجدد

رضی اللہ عنہ نے کشف سے ملا طاہر لاہوری کی پیشانی پر لکھا دیکھا کہ وہ شقی (کافر) ہے اور ملا طاہر مذکور صاحبزادہ محمد سعید و صاحبزادہ محمد معصوم رحمہ اللہ تعالٰی کے استاذِ مکرم تھے۔ حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے صاحبزادوں کو ملا طاہر لاہوری کی شقاوت کا ذکر کیا تو وہ دامن میں چمٹ گئے کہ استاذِ مکرم کے لئے دعا فرمایئے تاکہ انکی شقاوت سعادت سے بدل جائے حضرت مجدد رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے لوحِ محفوظ پر لکھا دیکھا کہ یہ قضاء مبرم ہے جس کا رد ممکن نہیں ہوتا۔ لیکن صاحبزادوں نے ایک نہ مانی اور مجبور کر دیا کہ وہ ملا طاہر لاہوری کو لازماً شقی سے سعید بنائیں۔ سیدنا مجدد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور غوث الثقلین محی الدین عبدالقادر الجیلانی رضی اللہ تعالٰی عنہ کا مقولہ یاد آ گیا۔

آپ نے فرمایا کہ

ان القضاء المبرم ایضاً یردیدعونی

مبرم بھی میری دعا سے ٹل جاتی ہے۔

اسی سہارے پر میں نے یوں دعا مانگی۔

اللھم رحمتك واسعة و فضلك غير مقتصر على احد ارجوك واسئلك من فضلك العميم ان تجيب دعوتى فى محو كتاب الشقاء من ناصية ملا طاهر و اثبات السعادة مكانه كما اجبت دعوة السيد السند رضى الله عنه ـ

اے اللہ تیری رحمت واسع اور تیرا فضل غیر محدود ہے۔ تیرے سے امید کر کے تیرے فضل عمیم سے دعا مانگتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ ملا طاہر لاہوری کی شقاوت سعادت سے بدل دے اور آج میری دعا اسی طرح منظور فرمایئے تو اپنے محبوب غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی دعا مستجاب فرماتا تھا۔

سوال

قاضی صاحب رحمہ اللہ تعالٰی نے یہاں پر لکھا کہ مجھ پر اشکال وارد ہوا کہ یہ قضاء مبرم ٹلنا کیسا۔ حالانکہ قضاء مبرم کا معنی بھی یہی ہے کہ وہ نہیں ٹلتی اور یہاں کیسے ٹل گئی اگر ٹل گئی تو خلاف لازم آیا۔

جواب

قضاء قدر معلق دو قسم ہے جس کی تعلیق لوحِ محفوظ پر درج تھی اور لکھا تھا کہ یہ فلاں کام سے اور فلاں نیکی یا دعا وغیرہ سے ٹل جائے گی۔

تقدیر کو لوح محفوظ میں لکھا نہیں جاتا کہ یہ تقدیر ٹل جائے گی بلکہ بظاہر وہ تقدیر لوح محفوظ میں مبرم ہوتی ہے لیکن اس کا محو واثبات کا علم اللہ تعالیٰ کو ہوتا ہے۔ تقدیر مبرم کو ٹالنے کا یہی معنی ہے کہ وہ تقدیر مبرم جو صرف لوح محفوظ پر مبرم تھی لیکن اللہ تعالیٰ کے ہاں وہ معلق تھی۔ ہم بھی تقدیر مبرم ٹلنے کے قائل ہیں تو اسی کے ورنہ حقیقی مبرم تو نہیں ٹلتی۔

تقدیر ربانی اور محبوب یزدانی صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرور عالم ﷺ کا تقدیر بدلنا ابروئے اشارہ کی بات تو کیا صرف ارادے سے تقدیر بدل جاتی تھی اسکی بیشمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں فقیر کا رسالہ ''کن کی کنجی'' اور ''اختیار الکل لمختار الکل'' اور ''مفاتیح ید حبیب اللہ'' اور ''تیرے منہ سے نکلی بات ہو کر رہی'' صرف چند نمونے حاضر کردوں تا کہ مومن کا ایمان تازہ ہو۔

(۱) سورج الٹا

مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نماز (ظہر) کے بعد کسی کام سے بھیجا۔ غزوہ خیبر میں بہت زیادہ کام تھے۔ انکے جانے کے بعد عصر کا وقت ہو گیا انھوں نے نماز پڑھ لی لیکن علی رضی اللہ عنہ شریک نہ ہوئے انکے لئے سورج کو اشارہ فرمایا تو سورج واپس لوٹا۔

طریقہ استدلال

اللہ تعالیٰ نے سورج کو چوبیس گھنٹہ کا مقدر فرمایا ہے حضور سرور عالم ﷺ نے اس تقدیر کو پچیسویں گھنٹے سے بدلا۔

(۲) چاند اشارہ سے ہو چاک

مشہور معجزہ ہے ان دونوں معجزوں کا منکرین نے انکار کیا تو فقیر نے دو ضخیم کتابیں لکھیں انکا مطالعہ کیجئے ''معجزہ رد الشمس وشق القمر''

چاند کی تیز رفتاری

اللہ تعالیٰ نے فرمایا

وَ الْقَمَرَ قَدَّرْنٰهُ مَنَازِلَ حَتّٰى عَادَ كَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِيْمِ (پارہ ۲۳، سورۃ یٰس، ایت ۳۹)

ترجمہ: اور چاند کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کیں یہاں تک کہ پھر ہو گیا جیسی کھجور کی پرانی ڈال۔

فائدہ: چاند کے سفر کا یہ حال ہے کہ اس کی اٹھائیس منزلیں ہیں ہر شب ایک منزل میں ہوتا اور پوری منزل طے کر لیتا ہے نہ کم چلے نہ زیادہ طلوع کی تاریخ سے اٹھائیسویں تاریخ تک تمام منزلیں طے کر لیتا ہے اور اگر مہینہ تیس کا ہو تو دو

شب اورانتیس ہوتو ایک شب چھپتا ہے اور جب اپنے آخر منازل میں پہنچتا ہے تو باریک اور کمان کی طرح خمیدہ اور زرد ہو جاتا ہے۔

طریقہ استدلال

اللہ تعالیٰ نے چاند کو کامل و مکمل بنایا پھر اسکے ذمہ کام لگایا۔ نبی پاک ﷺ اسے توڑ دیا پھر جوڑ دیا اور اسے زخمی حالت بلکہ دونیمہ ہونے کے باوجود اسکی ڈیوٹی میں بھی فرق نہیں آنے دیا۔

کاندھا سیدھا کر دیا

جنگ بدر میں حضرت حبیب بن یساف رضی اللہ عنہ کا کاندھا کٹ کر لٹک گیا۔

فردّہٗ رسول اللہ ﷺ ونفث علیہ حتّٰی صحّ۔ (شفا شریف جلد ا ص ۲۱۳)

پس رسول اللہ ﷺ نے اس کندھے کو اس کی جگہ پر رکھا اور اس پر تھوک مبارک لگا دیا تو وہ کندھا بالکل ٹھیک ہو گیا۔

طریقہ استدلال

حضرت حبیب بن یساف کا کاندھا کٹ کرنا کارہ ہو گیا حضور سرور عالم ﷺ نے کاندھا سیدھا کر دیا اور ناکارہ ہونے سے بھی بچالیا۔

حضرت ابوھریرہ کا نسیان مٹا کر حافظہ کا خزانہ بنا دیا

مشہور حدیث ہے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں عرض کیا:

یا رسول اللّٰہ انّی اسمعُ منك حدیثاً کثیراً انساہُ قالُ ابسطر داء ك فبسطتُہٗ فغرف بیدیہ ثمّ قال ضُمّہٗ فضممتہٗ فما نسیتُ شیئاً بعد۔ (بخاری جلد ا ص ۲۲، ۵۱۵)

اے اللہ کے رسول ﷺ آپ سے کثیر احادیث مبارکہ سنتا ہوں (پھر) انھیں بھول جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ۔ میں نے پھیلا دی تو آپ نے اپنے ہاتھوں سے لپ بھر کر اس میں ڈال دیا پھر فرمایا اسے سینے سے لگا لو میں نے لگا لیا پس میں اس کے بعد کبھی کچھ بھی نہیں بھولا۔

طریقہ استدلال

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی تقدیر میں نسیان فطرت انسانی سے کچھ زائد ہوگا تو شکایت کی۔ آپ ﷺ نے انکی تقدیر ایسی بدلی کہ انکا دماغ قوۃ حافظہ کا خزانہ بن گیا اور اسکی اتنی بڑی شہرت کہ قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر

تشریف لائینگے تو بھی انکے علم میں ہوگا کہ امت مصطفےٰ ﷺ میں ایک بڑا حافظہ والا حضرت ابو ہریرہ ﷺ کی ہر روایت صحیح ہے۔ تفصیل دیکھئے فقیر کی کتاب ''قیامت کی نشانیاں'' اور رسالہ ''بعد نزول مشاغل عیسیٰ علیہ السلام''

لطیفہ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ ہر شے ملتی ہے در رسول اللہ ﷺ سے لیکن بدقسمت عقیدہ رکھتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو کسی قسم کا اختیار نہیں اور نہ نبی کے چاہنے سے کچھ ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان)

نکتہ

فقیر اس قوم پر حیران ہے کہ **العلم الحجاب الاکبر** کے صدمہ سے چور چور ہو کر بڑے زوردار دلائل دے کر کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرح بھولتے تھے اسی لئے آپ ﷺ ہمارے جیسے بشر ہیں۔ فقیر نے اس موضوع پر دو رسالے لکھے ہیں ''النسیان فی الانسان'' اور ''این النسیان فی النبی آخر الزمان'' انکا خلاصہ یہ ہے کہ ہم بھی مانتے ہیں کہ آپ ﷺ بھولتے ضرور لیکن نہ ہماری طرح اور آپ بشر ضرور تھے لیکن نہ ہمارے جیسے۔

سرکار ﷺ کی امت کے کاملین ہیں کہ انکی نگاہ ہر وقت لوح محفوظ پر ہے۔ اگر وہ معلق تقدیر ہے تو دعا وغیرہ بدل دینگے اگر مبرم ہے تو وہ محرمِ رازِ حق ہیں تو وہ وہی مبرم بدلینگے جو اللہ تعالیٰ کے ارادہ میں ہے۔

(۱) حضرت غوث الثقلین ﷺ فرماتے ہیں:

وعزتی ربی انّ السُّعد آء و الْا شقیآ ء یعرضون علّے وان عینی فی اللّوح المحفوظ وانا غآئصُ فی بحار علم اللّٰہ ۔ (زبدۃ الاسرار بہجۃ الاسرار ص ۲۲)

مجھے رب العزت کی قسم! بے شک سعداء اور اشقیاء مجھ پر پیش کئے جاتے ہیں اور میری آنکھ لوحِ محفوظ میں دیکھتی ہے۔ میں علمِ الٰہی کے سمندر میں غوطہ زن ہوں۔

(۲) فرمایا۔

نظرت الیٰ بلاد اللّٰہ جمعًا
کخرد لۃٍ علیٰ حُکم ا تصا لی (قصیدہ غوثیہ)

میں نے خدا کے سارے شہروں کو یوں دیکھا ہے جیسے ایک رائی کا دانہ ہو۔

(۳) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں لوح محفوظ میں دیکھتا ہوں۔ (تفسیر مظہری ص ۲۰۰)

(۴) سید العارفین مولانا روم علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ؎

''از چہ محفوظ است محفوظ از خطا''

لوح محفوظ اولیاء اللہ کے پیش نظر ہوتی ہے اور جو کچھ اس میں محفوظ ہے وہ خطا سے محفوظ ہے۔

(۵) عارف جامی علیہ الرحمۃ نے فرمایا

حضرت عزیزاں علیہ الرحمتہ والرضوان می گفتہ اند کہ زمین در نظر ایں طائفہ چوں سفرہ ایست ومامی گوئیم چوں روئے نا خنیست ہیچ چیزا ز نظر ایشاں غائب نیست

حضرت عزیزاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زمین گروہ اولیاء کے سامنے مثل دسترخوان کے ہے اور ہم یہ کہتے ہیں کہ ساری زمین انکے سامنے ایسی ہے جیسے روئے ناخن کوئی چیز بھی انکی نظر سے غائب نہیں ہے۔ (نفحات الانس ص ۳۴۸)

محی الدین ابن العربی

میلاد نامہ غوث اعظم میں ہے کہ حضرت محی الدین ابن العربی کے والد شیخ علی حضرت غوث پاک کے مرید ہیں اولاد کے نہ ہونے سے بہت غمگین رہا کرتے تھے۔ ایک بار حضرت غوث پاک سے تمنائے اولاد ظاہر کی اور طالب دعا ہوئے۔ حضرت نے فرمایا تمہاری قسمت میں تو کوئی اولاد نہیں ہر مگر ہم اپنا ایک فرزند تم کو دینگے تم کل صبح کے وقت آؤ جب ہم وظیفہ میں ہوں تو ہماری پشت سے پشت ملا کر بیٹھ جانا اور بے ادبی کا خیال نہ کرنا جب لڑکا ہو تو اسکا نام محمد رکھنا لیکن ملقب بہ لقب محی الدین ہوگا۔ دوسرے دن شیخ علی تعمیل حکم بجالائے اور اسی روز شب کو اپنی بی بی کے پاس گئے حمل قرار پا گیا اور بعد نو ماہ کے حضرت محی الدین پیدا ہوئے علم ظاہر و باطن میں یکتائے زمانہ ہوئے آپ کا علم لدنی تھا نہ کسی استاد سے کچھ پڑھا نہ کسی مرشد سے کچھ تعلیم پائی جب یہ پیدا ہوئے تو انکے والد نے انکو حضرت غوث پاک کی خدمت شریف میں حاضر کیا آپ نے دیکھتے ہی فرمایا سبحان اللہ کیا عجیب ایک شخص پیدا ہوا ہے کہ جو میری زبان ہوگا اور وہ اسرار جن کو اولیاء اللہ نے اب تک اپنے سینے میں رکھے ہیں ان کو یہ ظاہر کریگا اور اپنے وقت کا قطب ہوگا۔ یہ قول جناب غوث پاک کا کمال ہے کہ کمال ابن عربی بعینہٖ کمال شیخ عبدالقادر ہے بذریعہ ابن عربی انکا ظہور ہوا ہے۔ کتب توحید میں بہت تصنیفات انکی یادگار ہیں۔ فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ مشہور ترین کتب سے ہیں۔ غرض جو فضل و کمال محی الدین بن عربی میں ہیں وہ سب بوجہ برکت دعا جناب غوث پاک کے ہوئے۔

کرامتِ خاص

تحفۃ القادریہ میں شیخ ابوالعباس غوث اعظم کے خادم سے منقول ہے کہ آپ نے قحط سالی میں ایک پیمانہ گیہوں کا مجھ کو دیا اور فرمایا کہ اسکا منہ بند رکھنا اور ایک سوراخ اس میں کر دینا جس قدر حاجت ہو گیہوں اس سے نکال لینا کبھی گیہوں اسکے کم نہ ہونگے خادم مذکور کہتا ہے قسم خدا کی پانچ برس کامل میں اس پیمانے سے نکال نکال کر کھاتا رہا اور من کے من اس میں سے اللہ کی راہ میں دیتا رہا۔ شامتِ اعمال سے ایک روز میری اہلیہ نے اسکا منہ کھولدیا فوراً وہ برکت جاتی رہی اور وہ پیمانہ خالی ہو گیا۔

قم باذن اللّٰہ

حضرت ابوالحسن قرشی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیان کیا کہ میں اور حضرت شیخ ابوالحسن علی بن ہیتی علیہ الرحمۃ والرضوان ۵۲۹ھ میں حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں ان کے مدرسہ میں جو کہ ازج کے دروازہ میں تھا موجود تھے کہ حضرت کے پاس سوداگر ابو غالب فضل اللہ بن اسمٰعیل بغدادی ازجی حاضر ہوا اور عرض کیا (اے حضرت! آپ کے محترم و مکرم نانا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس شخص کی دعوت کی جائے اس کو چاہیے کہ وہ اس کو قبول کرے اور میں آپ کو اپنے مکان پر دعوت کی زحمت دینے کے لئے حاضر ہوا ہوں) آپ نے فرمایا کہ اگر مجھے اجازت ملی تو آؤں گا آپ نے کچھ دیر مراقبہ فرمایا اور فرمایا کہ اچھا میں آؤں گا۔ مقررہ وقت پر آپ سوار ہوئے۔ شیخ ہیتی نے آپ کی دائیں رکاب پکڑی اور میں نے بائیں رکاب تھامی اس طرح اس شخص کے مکان پر پہنچنے کے بعد دستر خوان لگایا گیا اور بہت قسم کے کھانے دستر خوان پر رکھے گئے۔ اس کے بعد دو شخص ایک بہت بڑا ٹوکرا اٹھا کر لائے جس کا سر ڈھکا ہوا تھا یہ ٹوکرا دستر خوان کے ایک طرف لا کر رکھ دیا گیا۔ میزبان نے شیخ سے عرض کیا کہ اجازت ہے کھانا شروع کیا جائے۔ شیخ نے کچھ نہیں فرمایا اپنا سر جھکائے رہے۔ نہ خود کھانا شروع کیا اور کھانے کی اجازت بھی مرحمت نہیں فرمائی۔ چنانچہ کسی نے بھی کھانا شروع نہیں کیا۔ اہل مجلس پر آپ کی ہیبت اس طرح طاری تھی گویا انکے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں (یعنی بے حس و حرکت تمام حاضرین مجلس بیٹھے ہوئے تھے) پھر آپ نے مجھے اور شیخ علی ہیتی کو اشارہ کیا کہ اس ٹوکرے کو اٹھا کر یہاں لاؤ چنانچہ وہ ٹوکرا ہم نے اٹھا کر شیخ کے سامنے رکھ دیا ٹوکرا بہت وزنی تھا۔ شیخ نے ہم کو حکم دیا کہ ٹوکرے کو کھولو جب ہم نے اس کو کھولا تو اس میں اس امیر کا فرزند تھا جو لنجا، مادرزاد اندھا اور مفلوج تھا، جذامی بھی تھا۔ شیخ نے اس کو دیکھ کر فرمایا **قم باذن اللّٰہ** (اللہ کے حکم سے تندرست ہو کر کھڑا ہو جا) شیخ کے یہ فرماتے ہی وہ لڑکا تندرست شخص کی طرح کھڑا ہو گیا اور کوئی بیماری اس میں موجود نہیں تھی۔

حاضرین مجلس میں ایک جوش پیدا ہوا نعرے لگانے لگے۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ﷺ بغیر کچھ کھائے پیے اس ہجوم میں سے اٹھ کر باہر آ گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ہم شیخ ابوسعید قیلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کی خدمت میں گئے اور ان کو یہ قصہ سنایا تو انہوں نے فرمایا ہاں شیخ عبدالقادر اللہ تعالیٰ کے حکم سے مادر زاد اندھوں اور برص والوں کو اچھا کرتے اور مُردوں کو جلاتے ہیں۔

چڑیا مرگئی

شیخ عمر بن مسعود بزاز بیان کرتے ہیں کہ ایک دن حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی ﷺ مدرسہ میں وضو فرما رہے تھے کہ اچانک ایک چڑیا نے آپ کے کپڑوں پر بیٹ کردی اور جب آپ نے اوپر نظر اٹھا کر دیکھا تو چڑیا مردہ ہو کر نیچے گر پڑی

مردانِ غیب پر تصرف

ایک دن ایک مردِ غیب ہوا میں اڑ رہا تھا۔ جب وہ بغداد کی سمت پہنچا اس کے دل میں خیال گزرا کہ بغداد میں کوئی بھی مردِ خدا نہیں ہے۔ حضرت غوث اعظم ﷺ کو اس کا علم ہوا آپ نے اس کے کمالات و احوال اس سے سلب کر لئے وہ مردِ غیب اڑتے اڑتے نیچے گر پڑا۔ آخر شیخ علی ہیتی کی التماس پر آپ نے اسے معاف کر دیا اور اس نے توبہ کی اور اڑ کر واپس چلا گیا۔

حضرت غوث اعظم ﷺ کا تمام طریقہ شریعت کے عین مطابق تھا اگر آپ کسی کو شرع کے خلاف کام کرتے ہوئے دیکھتے تو اس کے احوال کو اس سے سلب فرما لیتے۔ آپ فرمایا کرتے لوگو! اگر شریعت کا پاس نہیں رکھو گے تو میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں کہ جو کچھ تم کھاتے ہو اور جمع کرتے ہو وہ مجھ پر آئینہ کی طرح روشن ہے، تمہارے ظاہر و باطن کو میں دیکھ لیتا ہوں۔ کسی بزرگ نے حضرت خضر علیہ السلام سے حضرت غوث اعظم ﷺ کے بارے میں دریافت کیا تو انھوں نے فرمایا کہ حق تعالیٰ نے کسی ولی کو ایسا بلند مقام عطا نہیں کیا جو غوث اعظم ﷺ کو فرمایا ہے اور جو اپنی محبت کی چاشنی ان کو عطا فرمائی ہے وہ کسی اور کو عطا نہیں کی، پھر فرمایا کہ حضرت غوث اعظم اپنے احباب میں فرد و یگانہ ہیں اور اپنے زمانہ کے غوث وقطب ہیں۔

صاحب بہجۃ الاسرار نے فرمایا کہ

ابوبکر نے ہم سے بیان کیا کہ میں نے قاضی القضاۃ ابوصالح نصر سے سنا انھوں نے کہا کہ میں نے اپنے باپ عبدالرزاق سے سنا۔ وہ کہتے تھے کہ میرے والد گرامی یعنی حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی ﷺ ایک دن جمعہ کی نماز

کے لئے نکلے اور میرے دو بھائی عبدالوہاب اور عیسیٰ آپ کے ساتھ تھے۔ راستہ میں ہم کو شراب کے تین مٹکے ملے جو بادشاہ کے تھے اور جن کی بو بہت تیز تھی۔ ان کے ساتھ کوتوال اور کچہری کے کچھ دوسرے لوگ تھے۔

حضرت نے ان لوگوں سے فرمایا کہ ٹھہر جاؤ۔ وہ نہیں ٹھہرے اور جانوروں کے چلانے میں انہوں نے جلدی کی تو حضرت نے جانوروں سے فرمایا قفی ٹھہر جاؤ فو قفت کانها جمادات تو وہ ایسے ٹھہر گئے گویا کہ وہ جمادات ہیں یعنی بے جان چیزیں پتھر اور پہاڑ وغیرہ کی طرح اپنی جگہ پر ٹھہر گئے۔ وہ لوگ جانوروں کو بہتیرا مارتے تھے مگر وہ اپنی جگہ سے نہیں ہلتے تھے اور ان لوگوں کو قولنج کا درد شروع ہوگیا اور سخت درد کی وجہ سے سب کے سب دائیں بائیں زمین پر لوٹنے لگے پھر وہ لوگ خدائے تعالیٰ کو یاد کرنے لگے اور علانیہ توبہ و استغفار کرنے لگے تو ان کا درد جاتا رہا اور شراب کی بو سرکہ سے بدل گئی انہوں نے برتنوں کو کھولا تو دیکھا وہ سب سرکہ ہوگیا تھا۔

تا حال تصرف

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی حمایت بطور کرامت موجود ہے۔ کیونکہ بقول شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کہ آپ ان چاروں اولیاء میں سے ایک ہیں جو اب بھی اپنے مزارات میں باذن اللہ تصرف فرما رہے ہیں اور حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنی حمایت کا وعدہ فرما گئے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات)

خود فرمایا۔

مریدی لا تخف اللہ ربی

عطانی رفعةً نلتُ المنال

اے میرے مرید! تو مت ڈر اللہ کریم میرا رب ہے اس نے مجھے رفعت اور بلندی عطاء فرمائی ہے اور میں اپنی امیدوں کو پہنچا ہوں۔

(۲) فرمایا کہ

انا لکل من عمشر بہ من اصحابی و مریدی و محبیّ انی یوم القیٰمۃ اخذُ بیدہ۔ (قلائد الجواہر)

قیامت کے دن تک میرے دوستوں، مریدوں اور محبوں سے جو کوئی ٹھوکر کھائے گا میں اس کا ہاتھ پکڑ لوں گا۔

(۳) اور فرمایا

وعزۃ اللہ وان یدی علٰے مریدی کا لسّماء علی الارض اذلم یکن مریدی جیداً فانا جیدٌ

مجھے اللہ تعالیٰ کی عزت و جلالت کی قسم ہے کہ میرا ہاتھ اپنے مریدوں پر ایسا ہے جس طرح زمین پر آسمان (کا سایہ) ہے اگر

میرے مرید عالی مرتبہ نہ ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں میں تو عالی مرتبہ ہوں۔

انتباہ: ہمارے اسلاف صالحین رحمہم اللہ علیہم حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے متمتع ہوئے۔ الحمد للہ فقیر اویسی غفرلہ باوجود رابطہ کی کمی کے خوب متمتع ہوا اور ہو رہا ہے اور انشاء اللہ ہوتا رہے گا اور یوم آخرت میں اس سے بھی کہیں لاکھ گنا اور زیادہ متمتع ہوگا۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

تقدیر خواب میں بدل دی

ویسے کرامات ہوتی ہی تقدیر کا کرشمہ ہیں لیکن خصوصیت سے ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔

واقعہ

ایک سوداگر جس کا نام ابوالمظفر تھا حضرت شیخ حماد علیہ الرحمۃ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا قافلہ تیار ہے میں ملک شام کو جا رہا ہوں سردست سو اشرفیاں اپنے ساتھ لے جا رہا ہوں اور اتنی قیمت کا سامان میرے پاس موجود ہے دعا کیجئے کہ کامیاب لوٹوں۔ حضرت شیخ حماد نے فرمایا تم اپنا یہ سفر ملتوی کر دو ورنہ زبردست نقصان اٹھاؤ گے۔ ڈاکو تمہارا سب مال لوٹ لیں گے اور تم کو قتل بھی کر دیں گے۔ سوداگر یہ خبر سن کر بڑا پریشان ہوا اور اس پریشانی میں واپس آ رہا تھا کہ راستہ میں حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ مل گئے۔ پوچھا کیوں پریشان ہو۔ سوداگر نے سارا قصہ سنا دیا۔ آپ نے فرمایا پریشان ہونے کی ضرورت نہیں تم شوق سے ملک شام کو جاؤ انشاء اللہ تمہیں کوئی نقصان نہیں ہوگا اور تم بخیریت اور کامیاب لوٹو گے۔ چنانچہ سوداگر ملک شام کو روانہ ہو گیا۔ شام میں اسے بہت سا نفع ہوا اور وہ ایک ہزار اشرفیوں کی تھیلی لئے ملک حلب میں پہنچا اور اتفاقاً وہ تھیلی کہیں رکھ کر بھول گیا اسی فکر میں نیند نے غلبہ کیا اور سو گیا تو خواب میں دیکھا کہ کچھ ڈاکوؤں نے اس قافلے پر حملہ کر کے سارا سامان لوٹ لیا ہے اور اسے بھی قتل کر ڈالا ہے۔ یہ دہشت ناک خواب دیکھ کر سوداگر خواب سے چونکا تو دیکھا وہاں کچھ بھی نہ تھا مگر اٹھا تو یاد آیا کہ اشرفیوں کی تھیلی میں نے فلاں جگہ پر رکھی تھی۔ چنانچہ فوراً وہاں گیا تو تھیلی مل گئی اور خوشی خوشی بغداد واپس آیا۔ اور اب سوچنے لگا کہ میں پہلے غوث اعظم کو ملوں یا شیخ حماد کو؟ (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اتفاقاً بازار میں حضرت شیخ حماد مل گئے اور دیکھ کر فرمانے لگے پہلے جا کر غوث اعظم سے ملو کہ وہ محبوب ربانی ہیں۔ انہوں نے تمہارے لیے ستر بار بارگاہ الٰہی میں دعا مانگی تب کہیں جا کر تمہاری تقدیر بدلی ہے جس کی میں نے تجھے خبر دی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ ہونے والے واقعہ کو غوث اعظم کی دعا سے بیداری سے خواب میں منتقل کر دیا۔ یہ سنتے ہی سوداگر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آیا جن کے روحانی تصرف سے وہ قتل و غارت سے بچ گیا تھا۔ اسے دیکھتے ہی حضور

غوث اعظم ﷺ نے فرمایا واقعی میں نے تمہارے لئے ستر بار دعا مانگی تھی۔ (قلائد الجواہر)

فائدہ: اس بندے کی تقدیر خواب میں بدل دی۔

غوث کا کتا

حضور غوث اعظم ﷺ سے جسے نسبت ہو جائے تو اس سے بڑے سے بڑا طاقتور گھبراتا ہے مثلاً جانوروں میں بہت بڑی طاقت کا مالک شیر ہے یہاں تک اسے جنگل کا بادشاہ کہا جاتا ہے لیکن غوث اعظم ﷺ کے کتے کے لئے وہ لومڑی بلکہ اس سے بھی کم۔

حکایت احمد زندہ پیل رحمہ اللہ تعالی

آپ ہمیشہ شیر کی سواری کرتے اور جہاں تشریف لے جاتے شیر کو گائے کی مہمانی پیش کی جاتی۔ حضور غوث اعظم ﷺ کے حضور حاضر ہوئے آپ نے بھی حسب دستور ان کے شیر کے لئے گائے بھیجی۔ آپ کا کتا بھی اس گائے کے ساتھ روانہ ہوا۔ شیر نے جب غوث اعظم کی گائے پر حملہ کیا تو کتے نے جست لگا کر شیر کی پیٹھ پر بیٹھ کر اس کی گردن مروڑ ڈالی اور اس کا پیٹ چاک کر ڈالا۔ حضرت احمد زندہ پیل رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ماجرا دیکھ کر غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے معذرت کی کہ میں نے جرأت کی کہ آپ کے لنگر سے شیر کی مہمانی طلب کی۔ آپ نے انہیں معاف فرما کر چند روز اپنے پاس رکھا۔ (گلدستہ کرامات ملخصاً ص ۹۸۔۹۹)

اس لئے فقیر بڑے ناز سے ورد زبان رکھتا ہے۔

بر شیراں شرف دارد دسگ درگاہ جیلانی

لطیفہ ازشاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ

حضور پیر پٹھان سیدنا شاہ سلیمان تونسوی قدس سرہ اس شعر کو یوں پڑھا کرتے ؎

سگ دربار میراں شو چو خواہی قرب سلطانی

کہ بر پیراں شرف دارد سگ درگاہ جیلانی

اسکی مزید تفصیل فقیر کی کتاب "غوث جیلانی" میں ہے۔

غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی گائے

انیس القادریہ میں منقول ہے کہ ایک درویش شیر پر سوار ہو کر کرامت دکھاتے پھرتے تھے۔ حضرت غوث پاک ﷺ

کے پاس بھی تشریف لائے اور شیر کو باہر چھوڑ کر خانقاہ شریف کے اندر تشریف لائے اور حضرت غوث پاک ﷺ کی ملاقات سے فیض یاب ہوئے۔ قریب درگاہ کے ایک گائے چر رہی تھی شیر جو اس کے قریب گیا فوراً گائے اس کو نگل گئی اور اسی جگہ بیٹھ گئی۔ جب حضرت کی ملاقات سے فارغ ہو کر وہ درویش باہر آئے دیکھا وہاں شیر کا پتہ نہیں۔ بہت حیران ہوئے اور چاروں طرف تلاش کرتے پھرے کہیں نہ پایا۔ پریشان ہو کر حضرت غوث پاک ﷺ کے پاس حاضر ہوئے اور سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ نے فرمایا خانقاہ کی دروازے پر جو گائے بیٹھی ہے اس سے جا کر کہو کہ حضرت غوث الاعظم ﷺ فرماتے ہیں میرا شیر دے دے وہ درویش گئے اور یہی الفاظ فرمائے گائے نے سنتے ہی فوراً شیر کو اگل دیا اور چلی گئی۔

(گلدستہ کرامات)

تجربہ شاھد

من حیث الکرامۃ ایسے واقعات بعید از قیاس نہیں لیکن اب بھی یہ کرامت آزمائی جا سکتی ہے کہ غوث اعظم رضی اللہ عنہ سے نسبت قوی نصیب ہو تو کتنا ہی بڑا ظالم جابر کتنا ہی زور لگائے غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے مرید کا بال بیکا نہیں کر سکے گا۔ بلکہ اسے خود وقت بتائے گا کہ وہ غوث اعظم ﷺ کے مرید کے ساتھ پنجہ آزمائی سے کتنا ذلیل و خوار ہوتا ہے۔ فقیر کے اسلاف صالحین نے بھی اور فقیر نے بھی آزمایا آپ بھی آزمائیے۔

پیران پیر کی مدد

رنجیت سنگھ کے وقت (دور حکومت) کی بات ہے کہ ایک ہندو کا ایک بدعقیدہ مسلمان ہمسایہ تھا۔ بدعقیدہ مسلمان ہندو کی عورت پر عاشق ہو گیا۔ ایک دن کا ذکر ہے کہ ہندو اپنی عورت کو لے کر سسرال جانے کے لئے تیار ہوا بدعقیدہ (مذکور) کو بھی خبر ہو گئی اس نے پیچھا کیا چنانچہ گھوڑا لے کر کسی جنگل میں جا کر انہیں گھیر لیا وہ لوگ (ہندو اور ہندوانی) پیدل تھے اس کے پاس سواری تھی ان دونوں کو مجبور کرنے لگا کہ سواری پر بیٹھ جاؤ۔ ہندو نے انکار کر دیا پھر کہنے لگا کہ عورت کو بٹھا دو۔ ہندو نے (اس کا بھی) انکار کر دیا اور کہا کہ خواہ مخواہ سفر کی مصیبت جھیل رہے ہو۔ ہندو کی عورت سے کہا عورت نے بھی انکار کر دیا۔ زیادہ تکرار (بحث) کے بعد ہندو بولا کہ تمہارا کیا بھروسہ ہے کہیں عورت کو لے کر نکل نہ جاؤ اپنا کوئی ضامن پیش کرو۔ بدعقیدہ (مذکور) نے کہا جنگل میں کون ضمانت دے گا۔ عورت نے کہا کہ جو تمہارا بڑا پیر گیارھویں والا ہے اس کی ضمانت دے دو۔ بدعقیدہ مسلمان نے منظور کر لیا عورت اسکے پیچھے بیٹھ گئی۔ بدعقیدہ (مذکور) نے اس کے خاوند کا سر تلوار سے کاٹ کر گھوڑے کو دوڑایا عورت پیچھے دیکھے جا رہی تھی۔ بدعقیدہ نے کہا کہ پیچھے کس کو دیکھتی ہے۔ خاوند تو تمہارا کٹ

کر مر گیا ہے ہندو عورت نے کہا کہ میں بڑے پیر کو دیکھ رہی ہوں۔ اس (بدعقیدہ) نے کہا کہ اس بڑے پیر کو تو مرے ہوئے کئی صدیاں گزر گئیں بھلا وہ کہاں آئے گا۔ تھوڑی دیر کے بعد کیا دیکھتا ہے کہ دو برقعہ پوش نمودار ہوئے ایک نے بدعقیدہ کا سر اڑایا اور پھر عورت گھوڑا اور برقعہ پوش وہاں آئے جس جگہ ہندو کٹا پڑا تھا اس کا سر دھڑ سے ملا کر "قم باذن اللّٰہ" پڑھا اور وہ ہندو زندہ ہو گیا اور وہ دونوں برقعہ پوش غائب ہو گئے اور میاں بیوی دونوں بسلامت گھر لوٹ آئے۔ بدعقیدہ کے وارثوں نے گھوڑا پہچان کر رنجیت سنگھ کی عدالت میں استغاثہ دائر کر دیا کہ ہمارا آدمی غائب ہے اور گھوڑا ان کے پاس ہے ہمارا آدمی پیدا کریں یا انہوں نے مار ڈالا ہے۔ دونوں میاں بیوی نے واقعہ (جنگل کا) بیان کیا اور کہا کہ ان برقعہ پوش میں سے ایک گل محمد نامی مجذوب کی شکل کا تھا گل محمد شاہ کو بلوایا اس نے ماجرا بیان کیا۔ رنجیت سنگھ نے مجذوب اور میاں بیوی کو انعام دے کر چھوڑ دیا۔

﴿مقصد زندگی ص ۱۹۶ ۱۹۸ مصنفہ خورشید بیگم اہلیہ شیخ نصیر الدین صاحب نمبر ۱۹/B ماڈل ٹاؤن بی بہاولپور مصدقہ (شمس الحق افغانی دیوبندی سابق) شیخ التفسیر جامع اسلامیہ بہاولپور پاکستان﴾

نوٹ: اس واقعہ کا تصدیق کنندہ دیوبندی فرقہ کا ایک معتمد مولوی ہے ویسے اصولی لحاظ سے ایسی کرامات کا انکار سوائے معتزلہ اور خوارج کے کسی کو نہیں ہو سکتا اس لئے کرامت الاولیاء حق اسلام کا مسلم ضابطہ ہے۔ ہمارے دور کے بعض فرقے صرف اپنے مسلکی تعصب سے انکار کر جاتے ہیں ورنہ انہیں اصول کا انکار نہیں ہونا چاہیئے۔

حکایات و کرامات

ذیل میں بطور نمونہ محبوبان خدا کے چند واقعات و کرامات عرض کروں کہ جن کے منہ سے بات نکلی تو ہو کر رہی اور وہی تقدیر ٹلنے والا قاعدہ ہے جسے فقیر نے تفصیل سے اوراق گذشتہ میں بیان کیا۔

سلطان العارفین رحمۃ اللہ علیہ

بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کے علاقہ میں ایک فاحشہ عورت جوانوں کو برائی کی طرف مائل کرنے کا دھندا کر رہی تھی۔ لوگوں نے اس برائی کی روک تھام کے لئے عرض کیا تو آپ اس کے مکان پر تشریف لے گئے اور اس کی مطلوبہ رقم ادا کر کے اس سے وقت طے کر لیا اور اس کے پاس تشریف لے جا کر فرمایا۔ جیسے تو لوگوں سے پیسے لے کر ان کی مرضی کا کام کرتی تھی اسی طرح آج تجھے میری مرضی کا کام کرنا ہوگا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا اس طرح طہارت کرو دوسرا لباس پہنو اور جس طرح میں کروں اس طرح تم بھی کروں اس کے بعد آپ سربسجود ہو گئے اور وہ بھی آپ کی پیروی

کرنے لگی۔ جب آپ نے سر سجدے میں رکھا تو جناب حق تعالیٰ میں عرض کیا۔

آنچہ کارم بود آخر کردمش

از زنا سوئے نماز آوردمش

اے حق تعالیٰ جو میرا کام تھا وہ میں نے کر دیا اور اس کو بدکاری کے بجائے نماز کی طرف لے آیا

بر درت آوردہ ام من اے خدا

قلبہا قلب طفیل مصطفٰے

اے خدا میں نے اسے تیرے در پر حاضر کر دیا ہے۔ اب ہمارے مصطفٰی (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی طفیل تو اس کا حال برائی کی بجائے بھلائی کی طرف کر دے۔

اس مناجات والتجا کے بعد جب آپ نماز سے فارغ ہوئے تو اس کی قلبی کیفیت تبدیل ہو چکی تھی اور وہ توبہ نصوح کے بعد فاحشہ سے ولیہ کاملہ بن چکی تھی اور

نگاہ مرد مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

کی کرامت ظہور پذیر ہو چکی تھی۔ (مثنوی شریف ملخصاً)

مائی مستانی

ضلع ہوشیار پور کے قریبی گاؤں اڑبڑاں ٹانڈ کی مشہور ندی سے کچھ فاصلے پر ہی گاؤں کا وہ قبرستان تھا جہاں ایک زندہ ہستی موتو اقبل ان تموتوا پر عمل کرتے ہوئے جیتے جی مر کر آبسی تھی وہ کون تھی، کیا تھی، کہاں سے آئی تھی، اس کا کیا نام تھا؟ گاؤں میں کسی کو معلوم نہ تھا۔ گاؤں والے اسے کبھی ''مستانی'' تو کبھی ''مائی جی'' کے نام سے یاد کرنے لگے وہ اسے اپنے گاؤں کے لئے ایک بابرکت اور باعث رحمت ہستی خیال کرنے لگے اور ان کا یہ خیال غلط بھی نہ تھا۔ جب سے وہ یہاں آ کے بسی تھی ندی کے منہ زور سیلابی پانی نے گاؤں کا کبھی رخ نہ کیا تھا جو اس سے پہلے سال کے سال گاؤں میں داخل ہو کر ان کی پُرسکون زندگیوں میں ہڑبونگ مچا کر رکھ دیتا تھا۔

مائی مستانی سے چند قدم پر چڑھی ہوئی ندی کے کنارے ایک طوائف زرق برق لباس پہنے سراپا نازبنی ندی پار کرنے کے لئے کشتی کی منتظر کھڑی تھی جو گاؤں والے اس کے لئے لینے گئے تھے۔ وہ اس گاؤں میں مجرا کرنے آئی تھی۔ کیونکہ اپنے علاقے کی شادی پر اپنے ناچ گانے سے گاؤں کے جوانوں کے دل گرمانے آئی تھی اور آج رات اس نے اپنے

سازندوں کی سنگت میں اپنے فن سے قیامت ڈھاتی تھی مگر اسے نہیں پتہ تھا کہ اب اس کی زندگی میں ایسی کوئی رات نہیں آئی تھی کہ وہ اپنے فن سے اپنے حسن سے اپنی بازاری اور مصنوعی عشوہ طرازیوں سے بجلیاں گرا سکے۔ کیونکہ آج کچھ لمحے بعد خود اس پر ایک عجیب وغریب ''قیامت'' بیتنے والی تھی جس نے اسے کسی اور دنیا میں پہنچا دینا تھا مگر وہ اس ''قیامت'' سے بے خبر سراپا ناز و اشتیاق بنے ندی سے پار دور دیکھ رہی تھی تا کہ اسے بلانے والے نظر آئیں مگر اس سے پہلے کہ وہ اسے نظر آئیں مائی مستانی کی نظر اس پر پڑ گئی۔ مائی مستانی نے قدرے حیرت سے دیہاتی ماحول سے بالکل ہی میل نہ کھانے والی اس فیشن ایبل اور سراپا حسن جوان عورت اور اسکے زرق برق لباس کو دیکھا اور پھر اپنی محرم راز چودھری مولا بخش نمبر دار کی بھولی لڑکی سے جو اتفاق سے مائی مستانی سے ملنے آئی ہوئی تھی مخاطب ہوتے ہوئے کہا مجھے تو یہ کوئی طوائف لگتی ہے دیکھو وہ اس کے ساتھ مرد بھی ہیں جو طبلے سارنگیاں اٹھائے ہوئے ہیں۔ ہاں سنا ہے کہ اگلے گاؤں کے چودھری کے گھر آج رات مجرا ہونا ہے۔ بھولی لڑکی نے جواب دیا۔ مگر یہ بری بات ہے۔ جہنم خریدنے والی بات یہ خود بھی جہنم کو جا رہی ہے اور اپنے ساتھ دوسروں کو بھی اسی طرف لے جا رہی ہے ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ یہ کہہ کر مائی مستانی نے نظریں اس مجرے پر آئی ہوئی طوائف پر گاڑ دیں اور پھر ایک حیرت انگیز بات ہوئی۔ سراپا نازنین طوائف نے دور ندی کے پار سے نگاہیں ہٹا کر قبرستان کی طرف دیکھا اور پھر اس کی نظریں اچانک مائی مستانی کی نظروں سے ٹکرائیں۔ اسے یوں محسوس ہوا جیسے کوئی شعلہ اس کی نظروں کے سامنے کوندا اور پھر اس کے وجود میں داخل ہو گیا۔ جس کے بعد سے وہ بے خودی ہو گئی اور مائی مستانی کی طرف بڑھنے لگی اور پاس آ کر یکدم مائی جی کے قدموں میں گر گئی۔ مائی جی نے پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنا شروع کیا اور پھر کہنے لگی۔ ''عورت ذات ہو کر تو مردوں میں ناچ کتنی بری بات ہے۔ عورت کی تو آواز کو بھی پردہ ہے...... کجا کہ وہ خود ہی بے پردہ اور بے حیا ہو جائے...... آئندہ سے ہماری بیٹی نہیں ناچے گی بلکہ ہمارے ساتھ ہی رہے گی''۔ ہاں اب میں کہیں نہیں جاؤں گی۔ میں اب آپ ہی کے پاس رہوں گی مجھے تو زندگی میں پہلی دفعہ آپ کے قدموں میں سکون ملا ہے۔ کل کی طوائف اور آج کی بہترین ہستی نے بے اختیار روتے ہوئے کہا اور پھر سازندوں سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ ''اب تم یہاں سے چلے جاؤ۔ میں تم لوگوں کے اور تم لوگ میرے کام کے نہیں رہے۔ سازندے حیران و پریشان جدھر سے آئے تھے چلے گئے اور پھر ''اڑبڑاں ماٹڑے'' کے دیہاتیوں نے دوسرے دن دیکھا کہ مائی مستانی کے ہمراہ ایک اور مستانی بھی قبرستان میں بیٹھ گئی ہے جو مائی مستانی کی طرح عالمِ تحیر میں خاموش بیٹھی خلاؤں میں گھورتی رہتی ہے۔ ہاں مائی مستانی نے اپنا ایک جانشین ڈھونڈ لیا تھا۔

(ماخوذ، ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ)

فائدہ: اسی کو کہتے ہیں ۔

نگاہ ولی میں تاثیر دیکھی
بدلتی ہزاروں کی تقدیر دیکھی

یاد رہے کہ ابدال جیسے مردوں میں ہوتے ہیں ایسے ہی عورتوں میں بھی ۔تفصیل وتحقیق دیکھئے فقیر کی تصنیف ظہورا لابدال (عربی) اور جامع الکمال فی احوال الابدال (اردو) منکرین کا غلط سلط طریقے سے انکار ہی انکار مثلاً انکا ایک اعتراض یہ بھی ہوتا ہے کہ اگر انبیاء واولیاء تقدیر ٹالنے کی قدرت رکھتے ہیں تو خود مصائب ومشکلات میں کیوں مبتلا رہتے ہیں یا اپنے مقاصد میں کامیاب نہیں ہوتے ۔بعض ایسے بیباک واقع ہوئے ہیں کہ اوروں کی کیا بات ہے خود نبی پاک ﷺ نرینہ اولاد سے محروم رہے (معاذ اللہ) سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی آرزو پوری نہ کر سکے، ابوطالب کو نہ بچا سکے، امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا میں کام نہ آئے ، خود اُحد حنین وغیرہ میں کفار ومشرکین کے حملوں سے نہ بچ سکے اور ساتھ ہی ایک عقلی ڈھکوسلے سے عوام کو بہکاتے ہیں کہ جو ڈاکٹر حکیم اپنی بیماری نہیں دور کرسکتا وہ دوسروں کا کیا علاج کریگا۔ جو (معاذ اللہ) خود گمراہ ہو وہ دوسروں کو کیا راہ دکھائیگا وغیرہ وغیرہ۔

جواب: اللہ والوں کو اپنے اوپر قیاس کرنا ابلیسی شیوہ ہے انکی کیفیت ہمارے احوال سے جدا ہے انہیں اللہ تعالیٰ کی رضا وخوشنودی میں اپنی راحت وسکون قربان کرنے میں مزہ آتا ہے جیسے نفس کے بندے اپنی منوانے میں خوش ہوتے ہیں وہ اس سے بڑھ کر دکھ اور رنج اور دکھ تکلیف پہونچنے سے خوش ہوتے ہیں اور ہم اپنی نفسانیت کو مدنظر رکھتے ہیں وہ قضائے ربانی اور تقدیر یزدانی کے آگے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔ خلق خدا کے معاملات میں تو اللہ تعالیٰ سے تو کہہ اٹھتے ہیں مگر جب اپنی باری آتی ہے تو سرِ تسلیم خم ہے جو مزاج یار میں آئے۔

اس موضوع پر بے شمار دلائل قائم کیے جاسکتے ہیں صرف چند نمونے ملاحظہ ہوں۔

قرآن

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

(۱) وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ (پارہ۲،سورۃ البقرۃ،ایت۱۵۵)

ترجمہ: اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو۔ کہ جب ان پر کوئی مصیبت پڑے تو کہیں ہم اللہ کے مال ہیں اور ہم کو اسی کی طرف پھرنا۔

فائدہ: اس آیت کریمہ کے تحت امام سماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے۔(اس ابتلاء یعنی امتحان کا مطلب یہ ہے کہ) کیا تم مصیبت پر صبر کرتے ہو اور قضا کو قبول کرتے ہو یا نہیں یہ گنہگار اور فرمانبردار میں فرق ظاہر کرنے کے لئے ہے۔

(روح البیان، ص۲۶۰)

(۲) اولیاء کرام اللہ تعالیٰ کے محبوب ومقبول بندے ہیں۔اس لئے اللہ تعالیٰ انہیں تکالیف ومصائب میں ڈال کر امتحان لیتا ہے کہ کیا وہ میری قضا پر راضی ہیں یا نہیں، اگر راضی ہیں تو ان کیلئے عظمت کو بیان کیا۔فرمایا

رَضِیَ اللّٰهُ عَنۡهُمۡ وَرَضُوۡا عَنۡهُ (پارہ۷،سورۃ المآئدۃ،ایت۱۱۹)

ترجمہ: اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔

جب بندے اپنے خالق ومالک محبوب کی قضاء پر راضی ہوجاتے ہیں تو وہ بھی اپنے بندوں سے راضی ہوجاتا ہے۔

رضا کی تلاش

حضرت داتا گنج بخش، امام غزالی اور حضرت غوث اعظم سید عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہم نے روایت نقل کی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔

اَللّٰھُمَّ دُلَّنی علی عملٍ اذا عملتُ رضیت عنّی۔

اے اللہ مجھے ایسا عمل بتادے جس کے کرنے سے تو مجھ سے راضی ہوجائے۔

تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تو اسکی طاقت نہیں رکھتا تو موسیٰ علیہ السلام سجدہ میں گر گئے اور گریہ وزاری کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی کی۔

یا ابن عمر ان انّ رضائی فی ر ضا ك بقضائی

اے عمران کے بیٹے میری رضا میری قضا پر تیرے راضی ہونے میں ہے۔

(کشف المحجوب فارسی ص۱۳۹، احیاء العلوم ص۳۴۵ ج۴ غنیۃ الطالبین ص۱۹۷ ج۲)

اس واقعہ کے بیان کے بعد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یعنی چوں بندہ بقضا ہائے حق تعالیٰ راضی باشد علامت آں آں بود کہ خداوند تعالیٰ از وے راضی است۔(کشف المحجوب ص۱۳۹)

مطلب یہ کہ جب بندہ قضائے الٰہی پر راضی ہوجائے تو یہ اس بات کی علامت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہے۔

احادیث مبارکہ:

حضور سرور کائنات فخر موجودات ﷺ نے فرمایا:

انّ اللّٰہ تعالیٰ اذا احبّ عبدًا ابتلاہُ و اذا ابتلاہُ صبرہٗ

بیشک جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو محبوب بناتا ہے تو اسے کسی مصیبت میں مبتلا کرتا ہے اور وہ اس پر صبر کرتا ہے۔

(غنیۃ الطالبین)

نیز فرمایا

ما اُوذی نبیٌ ما او ذیت

جو مجھے تکلیف دی گئی ہے وہ کسی نبی کو تکلیف نہیں دی گئی۔ (روح البیان جلد ا، ص ۲۶۱)

نبی پاک ﷺ کا صحابہ سے سوال

نبی اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کے ایک گروہ سے پوچھا کہ تم کیا ہو؟ صحابہ نے عرض کی۔ ہم مومن ہیں۔ آپ ﷺ نے پوچھا۔ تمہارے ایمان کی کیا علامت ہے؟ صحابہ نے عرض کی۔ ہم مصیبت کے وقت صبر اور تنگی کے وقت شکر اور قضائے الٰہی کے موقعوں پر راضی ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا۔ رب کعبہ کی قسم تم مومن ہو۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۳۴۴)

حضرت یوسف علیہ السلام کا امتحان

علامہ محمد جزری دمشقی نے فرمایا کہ حضرت جبریل امین (علیہ السلام) حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس آئے اور کہا اے یوسف حق سبحانہٗ وتعالیٰ آپ کو سلام کہتا اور کہتا ہے کہ کیا مجھ سے حیا نہیں کرتا کہ تو میرے سوا کسی کے ساتھ مشغول ہو جائے میری عزت وجلال کی قسم میں تجھے کچھ سال کیلئے قید میں ڈال کر آزمانے والا ہوں تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا اے جبریل! کیا وہ مجھ سے راضی ہے۔ تو جبریل نے کہا ہاں وہ آپ سے راضی ہے۔ تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا مجھے کوئی پرواہ نہیں (کہ وہ مجھے قید میں ڈال کر آزمائے) (الزھر الفائح ص ۴۰ مصری)

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مقام

نبی کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فرمایا۔ "اے ابو بکر اللہ تعالیٰ نے تجھے بخش دیا کیا تو بیمار نہیں ہوتا، کیا تجھے مصیبت نہیں پہنچتی کیا تو صبر نہیں کرتا، کیا تو غمگین نہیں ہوتا تو یہ گناہ کا بدلہ بن جاتے ہیں۔

(غنیۃ الطالبین)

فرمان علی رضی اللہ عنہ

حضرت علیؓ نے فرمایا

من ضرب بیدہٖ علیٰ فخذہٗ عند مصیبۃٍ فقد حبط اجرہ

جس شخص نے مصیبت کے وقت اپنا ہاتھ اپنی ران پر مارا اس کا ثواب ضائع ہوگیا۔

اما م حسن کو ارشاد نبوی

رسول اللہ ﷺ نے حضرت امام حسن سے فرمایا

یا بنی علیك بالقنوع تکن من اغنی الناس وا دا ء الفرائض تکن من اعبد الناس یا بنی ان فی الجنۃ شجرۃ یقال لھا شجرۃً البلْویٰ یوتی اھلُ البلاء یوم القیٰمتہ فلا ینشُ لھم دیوانٌ ولاینصب لھم میزانٌ یُصبُّ علیھم الاجرُ صُباً ثمّ قرا انّما یوفی الصّا برون اجُر ھم بغیر حسابٍ۔

اے بیٹے تجھ پر قناعت لازم ہے۔لوگوں سے بے پرواہ ہوجا اور تجھ پر فرائض کا ادا کرنا لازم ہے۔لوگوں سے زیادہ عبادت کرنے والا ہوجا۔اے بیٹے جنت میں ایک درخت ہے۔جسے شجرۃ البلویٰ کہا جاتا ہے وہ قیامت کے دن مصیبت والوں کو دیا جائے گا۔

ان کے دفتر (نامۂ اعمال) جانچ پڑتال نہ کیے جائیں گے اور نہ ان کے لئے میزان رکھی جائے گی۔ان پر خوب ثواب نچھاور کیا جائے گا پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی

اِنَّمَا یُوَفَّى الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَهُمْ بِغَیْرِ حِسَابٍ (پارہ۲۳،سورۃ الزمر،ایت۱۰)

ترجمہ: صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

فرمان حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ

حضرت امیر المومنین امام حسینؓ سے لوگوں نے حضرت غفاریؓ کے اس قول کے متعلق پوچھا جو انہوں نے کہا ہے

الفقر اُحب الی من الغنا والسُّقمُ احبُّ الی من الصحّۃ۔

فقیری میرے نزدیک تونگری سے اور بیماری تندرستی سے بہتر ہے۔

تو امام حسین رضی اللہ عنہ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ابوذر پر رحمت فرمائے۔میں تو کہتا ہوں۔

من اشرف علی حسن اختیار اللہ لہٗ ثمّ لا یتمنّی غیر ما اختیار اللّٰہُ لہٗ (کشف المحجوب فارسی ص۱۳۸)

جس نے اپنے متعلق حق تعالیٰ کے اختیار کی خوبی کو آنکھ اٹھا کر دیکھ لیا ہے وہ اس امر کے سوا جو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے

اختیار فرمایا ہے کسی اور امر کی تمنا کرتا ہی نہیں۔

حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بعد فرمایا

چوں بندہ اختیار حق بدید واز اختیار خود اعراض کرد از ہمہ اندوہ بہا بری است واین معنی اندر غیبت درست نیاید کہ ایں را حضور باید لانّ الرّضا للا حزان نافیۃٌ وللغفلۃ معالجۃ بشافعیہ۔ (کشف المحجوب فارسی ص ۱۳۸)

جب بندہ نے حق تعالیٰ کے اختیار کو دیکھ لیا اس نے اپنے اختیار سے روگردانی کر لی تو وہ غم والم سے چھوٹ گیا اور یہ بات حق سے دوری میں درست نہیں ہوتی کیونکہ اس کے لئے حق کے حضور کی ضرورت ہے کیونکہ قضائے الٰہی سے راضی ہونا غموں کو دور کرنے والی اور غفلت سے نجات کی شافی دوا ہے۔

فرمانِ امام غزالی

حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

انّ الرّضا ثمرۃٌ من ثما ر المحبۃ وھو من اعلٰی مقامات المقرّ بین۔ (احیاء العلوم ج ۴ ص ۳۴۳)

بے شک قضاء الٰہی پر راضی ہونا محبت کے پھلوں سے ایک پھل ہے اور یہ مقربین کے اعلیٰ مقامات سے ایک مقام ہے۔

فرمانِ امام ربانی

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

''صبر و تحمل کرنا چاہیئے اور قضاء الٰہی پر راضی ہونا چاہیئے''۔ (مکتوب ۲۹۹ دفتر اول)

فائدہ: معلوم ہوا کہ قضائے الٰہی پر صبر کرنا اور اس سے راضی ہونا مقربین کے اعلیٰ مقامات سے ایک مقام ہے تو مقبولانِ الٰہی اپنے محبوبِ حقیقی کی قضا کو دور کرنے کے لئے کبھی تمنا نہیں کرتے۔ یہی وجہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے نواسہ عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر دی مگر اس سے بچ جانے کے لئے دعا نہ کی کیونکہ مقامِ شہادت ایک اعلیٰ مقام ہے اور جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کچھ کر سکتے تو اپنے نواسے کو بچا لیتے۔ یہ ان کے شہادت کے مقام سے غافل ہونے کی دلیل ہے اور حدیث پاک میں ہے۔

کلُّ نبی مستجابُ

ہر نبی کی دعا قبول ہوتی ہے

معلوم ہوا کہ نبی مکرم ﷺ نے مستجاب الدعوات ہونے کے باوجود کر بلائے معلّی میں نواسے پر وارد ہونے والی

مصیبت کے رفع کیلئے دعا نہ کی مگر نواسے کی محبت کی وجہ سے آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے۔ جیسا کہ حدیث پاک میں ہے کہ حضرت ام الفضل بنت حارثہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں ایک روز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو (حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ) کو آپ ﷺ کی گود میں دیکھا پھر میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کی دونوں آنکھیں آنسو بہا رہی تھیں۔ فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کی یا نبی اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں یہ کیا حال۔ فرمایا جبریل میرے پاس آئے اور مجھے یہ خبر دی کہ عنقریب میری امت میرے اس فرزند کو شہید کرے گی۔ میں نے کہا اس کو۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا۔ ہاں وہ میرے پاس اس کے شہید ہونے کی جگہ کی سرخ مٹی لائے ہیں۔

(مشکوٰۃ شریف ص ۵۷۲)

اسی طرح حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے **ما ثبت من السنته** میں حضرت ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے آپکی شہادت کی خبر روایت کی ہے۔ گویا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کی خبر صحابہ کرام میں شہرت سے تھی۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی اس مصیبت سے بچنے کی دعا نہ کی۔ بہر حال آپ کے نانا جان نبی مکرم سید الانبیاء ﷺ اور آپ سید شباب اہل جنت ہیں۔ اس لئے محبت الٰہی کے تقاضا کے پیش نظر اس مصیبت وارد ہونے کے وقت جزع وفزع اور رونے پیٹنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ یہی راستہ اولیاء کرام کا ہے کہ خود محبت الٰہی میں راضی بقضاء ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے انہیں زمین میں اپنا خلیفہ بنایا ہے اور خلیفہ نائب کو کہا جاتا ہے۔ اس لئے وہ صاحب تصرف ہوتے ہیں اور امور میں تصرف کرتے ہیں اور محبوب حقیقی کی طرف سے بھیجی جانے والی مصیبت میں رہ کر لذت حاصل کرتے ہیں۔ چند واقعات ملاحظہ ہوں۔

ایک بزرگ کا واقعہ

حضرت بشر بن حارث رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے راستہ میں ایک ایسے شخص کو دیکھا جو اندھا، مجذوم اور مجنون تھا راستہ میں گرا پڑا ہے اور چیونٹیاں اس کا گوشت کھا رہی ہیں۔ میں نے اس کا سر اٹھایا اور گود میں رکھ کر اس سے کلام کرنے لگا جب اسے ہوش آیا۔ تو کہنے لگا کہ یہ کون بیہودہ شخص ہے جو میرے اور میرے رب کے درمیان خلل ڈال رہا ہے اگر میرا رب میرے ٹکڑے ٹکڑے اور بوٹی بوٹی کردے تب بھی میری محبت اپنے رب سے زیادہ ہوگی۔

(احیاء العلوم ج ۴ ص ۳۴۸)

عمران بن حصین

حضرت عمران بن حصین رحمۃ اللہ علیہ کا پیٹ پھول گیا تھا۔جس کی وجہ سے آپ تیس سال تک اپنی پشت پر لیٹے رہے نہ کھڑا ہوسکتے اور نہ ہی بیٹھ سکتے تھے۔ان کی چار پائی میں ایک سوراخ کر دیا گیا۔تاکہ اس سے قضائے حاجت کرتے ہیں۔ایک دن حضرت مطرف اوران کے بھائی حضرت علاء رحمہما اللہ تعالیٰ انکے پاس گئے اورانکی حالتِ زار دیکھ کر رونے لگے تو آپ نے پوچھاتم کیوں روتے ہو۔انہوں نے عرض کیا کہ آپ کی اس مصیبت کو دیکھ کر رونا آتا ہے۔فرمایا رونے کی ضرورت نہیں جو میرے رب کو پسند ہے وہ مجھے پسند ہے۔پھر فرمایا کہ میں تمہیں ایک بات بتاتا ہوں مگر وہ میرے مرنے سے پہلے کسی کو نہ بتانا۔فرمایا۔فرشتے میرے پاس آتے ہیں اور مجھے سلام دیتے ہیں اور میں ان کا سلام سنتا ہوں اور مجھے تسلی دیتے ہیں۔ (احیاء العلوم ج۴ص ۳۴۹)

اس واقعہ کے بعد امام غزالی علیہ رحمۃ نے فرمایا۔

فمن یُشا ھدُھذا فی بلا ئہٖ کیف لایکُونُ را ضیاًبہٖ۔

توجو شخص اپنی مصیبت میں یہ (فرشتوں اور سلام) کا مشاہدکرے تووہ کیسے قضا کے ساتھ راضی نہ ہوگا۔ (احیاء العلوم)

یعنی جو شخص اپنے امتحان میں خدائی انعام دیکھ لیتا ہے وہ قضاء الٰہی کے ساتھ راضی ہو جاتا ہے یہی وجہ ہے وہ اس سے نجات کی دعانہیں کرتا۔اس لئے سعد بن وقاص نے بھی اپنی آنکھوں کی بینائی سے قضا کو اچھا فرمایا۔چنانچہ

سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

امام غزالی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سعد بن ابی وقاص ﷛ جب مکہ مکرمہ میں تشریف لائے تو اس وقت آپ کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی تھی۔آپ مستجاب الدعوات تھے۔آپ کو دیکھتے ہی لوگ آپ کی طرف دوڑے ہر ایک نے درخواست کی کہ آپ میرے لئے دعا فرمائیں۔آپ ہر ایک کے لئے دعا فرمانے لگے۔

حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان دنوں ابھی کمسن (بچپن میں) تھا۔آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اوراپنی پہچان کرائی۔آپ نے مجھے پہچان لیا اور فرمایا کہ تم اہل مکہ کے قاری ہو۔میں نے کہا ہاں۔پھر میں نے کہا چچا جان آپ لوگوں کیلئے دعائے خیر فرماتے ہو اوراپنے لئے دعانہیں کرتے کہ اللہ تعالےٰ آپ کو بینائی عطا فرمائے۔آپ میری بات سن کر مسکرائے اور فرمایا میرے بیٹے۔

قضاءُ اللّٰہ سبحا نہٗ عندی احسن مُن بصری ُ۔(احیاء العلوم ج۴ص ۳۰)

اللہ سبحانہ کی قضا میرے نزدیک میری بینائی سے بہت اچھی ہے۔

معلوم ہوا کہ عام لوگوں کا حاجتیں لیکر کسی مقبول بارگاہ الٰہی میں جانا صحابہ وتابعین کرام رضوان اللہ علیہم کا طریقہ ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مقرب ومقبولان بارگاہ خود قضا کے ساتھ راضی رہ کر قرب کی لذتیں حاصل کرتے ہیں۔ بلکہ یہ تکلیف ان کو محسوس تک نہیں ہوتی۔

جیسا کہ مصر میں عورتوں نے حسنِ یوسف کو دیکھا تو ہاتھ کاٹ لئے۔ مگر تکلیف محسوس نہ ہوئی۔

اس ضمن میں بھی امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ نقل کیا ہے۔

حضرت سهل رحمة الله عليه

حضرت سہل رحمۃ اللہ علیہ ایک ایسی بیماری میں مبتلا تھے کہ جس کا علاج وہ جانتے تھے۔ دوسرے لوگوں کی اس بیماری کا علاج کیا کرتے تھے۔ مگر اپنی بیماری کا علاج نہیں کرتے تھے۔ کسی نے پوچھا حضرت آپ اس بیماری کا علاج لوگوں کا کرتے ہو اور اپنا علاج کیوں نہیں کرتے حالانکہ آپ خود اس بیماری میں مبتلا ہیں۔ فرمایا اے دوست

ضربُ الحبیب لا یوجعُ

دوست کی مار سے درد نہیں ہوتا۔ (احیاء العلوم ص ۳۴۷ ج اول)

محبوب کی طرف سے دی گئی تکلیف میں لذت ہوتی ہے اس لئے وہ بھی محبوب محسوس ہوتی ہے۔

رضا کی علامت

حضرت رابعہ عدویہ رحمہا اللہ تعالیٰ سے پوچھا گیا کہ

متیٰ یکون العبد راضیا بالقضاء۔ اذاسر بالمصیبة کما یسر بالنعمة۔

بندہ قضائے الٰہی کے ساتھ کب راضی ہوتا ہے

تو آپ نے کہا کہ

جب وہ شخص مصیبت کے ساتھ ایسے خوش رہے جیسے وہ نعمت کے ساتھ خوش رہتا ہے۔ (غنیۃ الطالبین)

ان مقبولان کے متعلق حدیث قدسی میں ہے کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا

ولئن سالنی لاعطینه ولئن اعاذنی لاعیذنه' (بخاری)

اگر وہ مجھ سے کوئی سوال کرے تو میں اس کو ضرور عطا کرتا ہوں اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں اسے پناہ دیتا ہوں۔

اوران کے مقبولان الٰہی کے متعلق ہی نبی اکرم ﷺ نے فرمایا

لو اقسم علی اللہ لابرّہ۔ (بخاری ودیگر کتب احادیث)

اگر وہ اللہ پہ قسم اٹھالیں تو اللہ تعالیٰ اسی طرح کردیتا ہے۔

یہاں یہ تصور کرنا بالکل غلط ہے کہ ان کے چاہنے سے کچھ نہ ہوگا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا

فَاَرَدْنَاۤ اَنْ یُّبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَیْرًا مِّنْهُ زَكٰوةً وَّاَقْرَبَ رُحْمًا (پارہ۱۶،سورۃ الکہف،ایت۸۱)

ترجمہ: تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا کرے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک نیک بیٹی عطا کی جو ایک پیغمبر کے نکاح میں آئی اور اس کی اولاد سے ستر نبی پیدا ہوئے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

یہ آیت بتاتی ہے کہ محبوبان خدا کے چاہنے سے سب کچھ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے چاہا کہ ان خدا کے بندوں کو نوازشات سے مالا مال فرمائے چنانچہ اسی طرح ہوا جیسے انہوں نے چاہا۔

یہ وہی قصہ خضر وموسیٰ (علیٰ نبینا وعلیہما السلام) جو سورۃ الکہف میں مفصل ہے یہ جملہ موسیٰ علیہ السلام کے سوال پر خضر علیہ السلام نے بیان فرمایا۔

موسیٰ علیہ السلام

قرآن میں ہے

فَانْطَلَقَا حَتّٰۤى اِذَا لَقِیَا غُلٰمًا فَقَتَلَهٗ قَالَ اَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِیَّةًۢ بِغَیْرِ نَفْسٍ لَقَدْ جِئْتَ شَیْــٴًـا نُّكْرًا

(پارہ۱۵،سورۃالکہف،ایت۷۴)

ترجمہ: پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب ایک لڑکا ملا اس بندہ نے اسے قتل کردیا، موسیٰ نے کہا کیا تم نے ایک ستھری جان بے کسی جان کے بدلے قتل کردی؟ بیشک تم نے بہت بری بات کی۔

فائدہ: یہ ان دونوں کے اس حال کا بیان ہے کہ جب کشتی سے اتر کر ایک مقام پر گزرے جہاں لڑکے کھیل رہے تھے جوان میں خوبصورت تھا اور حد بلوغ کو نہ پہونچا تھا بعض مفسرین نے کہا جوان تھا چونکہ یہ ایک سنگین واردات تھی موسیٰ علیہ السلام سے رہا نہ گیا سوال کرڈالا جو آیت میں مذکور ہے۔

جواب خضر علیہ السلام

حضرت خضر علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا اسکا ذکر قرآن میں ہے

وَ اَمَّا الْغُلٰمُ فَکَانَ اَبَوٰہُ مُؤْمِنَیْنِ فَخَشِیْنَآ اَنْ یُّرْھِقَھُمَا طُغْیَانًا وَّ کُفْرًا ۝ فَاَرَدْنَآ اَنْ یُّبْدِلَھُمَا رَبُّھُمَا خَیْرًا مِّنْہُ زَکٰوۃً وَّ اَقْرَبَ رُحْمًا (پارہ ۱۶، سورۃ الکھف، ایت ۸۰ تا ۸۱)

ترجمہ: اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ مسلمان تھے تو ہمیں ڈر ہوا کہ وہ ان کو سرکشی اور کفر پر چڑھاوے۔ تو ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس سے بہتر ستھرا اور اس سے زیادہ مہربانی میں قریب عطا کرے۔

تبصرہ اویسی غفرلہ

خضر علیہ السلام کا علم لدنی تھا اور وہی علم غیب ہے آپ نے قتل کرنے کی وجہ بتائی کہ والدین اس کی محبت میں دین سے پھر جائیں اور گمراہ ہو جائیں اور حضرت خضر کا یہ اندیشہ اس سبب سے تھا کہ وہ بہ اعلام الٰہی اس کے حال باطن کو جانتے تھے۔ حدیث مسلم میں ہے کہ یہ لڑکا کافر ہی پیدا ہوا تھا۔ امام سبکی نے فرمایا کہ حال باطن جان کر بچے کو قتل کر دینا حضرت خضر علیہ السلام کے ساتھ خاص ہے انھیں اس کی اجازت تھی اگر کوئی ولی کسی بچے کے ایسے حال پر مطلع ہو تو اس کو قتل جائز نہیں ہے۔ کتاب عراض میں ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے حضرت خضر سے فرمایا کہ تم نے ستھری جان کو قتل کر دیا تو یہ انھیں گراں گزرا اور انھوں نے اس لڑکے کا کندھا توڑ کر اس کا گوشت چیرا تو اسکے اندر لکھا ہوا تھا کافر ہے کبھی اللہ پر ایمان نہ لائے گا۔ (جمل)

فائدہ: جو والدین کیساتھ طریق ادب و حسن سلوک اور مودت و محبت رکھتا ہو۔ مروی ہو کہ اللہ تعالیٰ انھیں ایک بیٹی عطا کی جو ایک نبی کے نکاح میں آئی اور اس سے نبی پیدا ہوئے جنکے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ نے ایک امت کو ہدایت دی بندے کو چاہیے کہ اللہ کی قضاء پر راضی رہے اس میں بہتری ہوتی ہے۔ (خزائن العرفان)

انتباہ

بات دور چلی گئی۔ طویل بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ تقدیر ٹالنا اور بات ہے سر تسلیم خم کرنا شے دیگر ہے۔ انبیاء و اولیا علیٰ نبینا وعلیہم السلام کے نزدیک مرغوب و محبوب امر سر تسلیم خم اور اسی سے ہی اللہ کا قرب نصیب ہوتا ہے باقی رہا ان کا اسباب پر عمل یہ بھی حکم ربانی کے مطابق ہے اور وہ یہی درس دیتے ہیں کہ مصیبت آنے پر ہر حال میں صبر کرو۔

عقلی دلیل

انبیاء واولیاء علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کی موت اور بیماری ودیگر تکالیف ومصائب میں مبتلا ہونے پر سرتسلیم خم کرنا ہمارے موقف کے خلاف نہیں یوں ہی اکثر آدمی بیماریوں سے مرنا وغیرہ وغیرہ۔ہر بیمار اپنی بیماری کا حال طبیبوں اور ڈاکٹروں سے بیان کرتا ہے اور وہ بھی اپنے اصولوں کے مطابق علاج کرتے ہیں جس سے بہت سے لوگوں کو صحت ہوجاتی ہے اور جس طبیب کا تجربہ وسیع اور جس کے ہاتھ پر زیادہ لوگوں کو صحت ہوتی ہے اکثر لوگ اس کی طرف رجوع کرتے ہیں اور وہ بھی بہ قدر امکان علاج میں کوتاہی نہیں کرتا باوجود اس کے جس کی قضا آجاتی ہے اس کے علاج سے وہ طبیب اور ڈاکٹر بھی عاجز آجاتا ہے اور وہ مریض مرجاتا ہے۔اگر طبیبوں اور ڈاکٹروں کے علاج سے موت رک سکتی تو دنیا میں کوئی بادشاہ اور مالدار نہ مرتا بادشاہوں کے علاج کے واسطے ہر ملک کے بڑے ڈاکٹر اور طبیب جمع کئے جاتے ہیں اور بڑی بڑی امیدیں ان کو دلائی جاتی ہیں مگر انہیں کے زیر علاج مرنے والا مرجاتا ہے۔اس سے ظاہر ہے کہ موت کسی حال میں ٹل نہیں سکتی مگر باوجود اس کے ڈاکٹروں اور طبیبوں پر یہ الزام نہیں لگایا جاتا کہ تم نے اس کو مارڈالا یا علاج میں غفلت کی کیونکہ سب جانتے ہیں کہ موت کا علاج نہیں۔

حضرت عارف مولانا رومی فرماتے ہیں رحمۃ اللہ علیہ ؎

(۱) چوں قضا آید طبیب ابلہ شود

آں دوا در نفع خود گمرہ شود

جب بیمار کی قضا آجاتی ہے تو طبیب کی عقل ماری جاتی ہے وہ کچھ کا کچھ نسخہ تجویز کر بیٹھتا ہے اور اگر نسخہ درست ومفید بھی ہو تو وہ دوا اپنے مسلمہ فائدہ کے بجائے الٹی تاثیر کرتی ہے۔

(۲) از ہلیلہ قبض شد اطلاق رفت

آب آتش را مدد شد ہمچو نفت

ہلیلہ جو قبض کشا ہے اس سے قبض ہوگئی اور کھل کے اجابت ہونا جاتا رہا اسی طرح پانی جو ٹھنڈی چیز ہے مٹی کے تیل کی طرح آتش بخار کی مدد بن گیا۔

(۳) ایں قضا ابرے بود خورشید پوش
شیر و اژدہا بود زد ہچو موش

غرض یہ قضا ایک بادل ہے سورج کو چھپا لینے والا جس کے آگے شیر و اژدھے چوہے کی طرح ضعیف و عاجز ہیں۔

سوال

تم کہتے ہو اولیاء اللہ کی دعاؤں سے تقدیر ٹل جاتی ہے انکی دعاؤں سے عمریں بڑھ جاتی ہیں اور قرآن میں ہے

اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ (پارہ ۱۱، سورۃ یونس، ایت ۴۹)

ترجمہ: جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے ہٹیں نہ آگے بڑھیں۔

جواب

یہ اس کا قانون ہے لیکن اس کی قدرت کے بھی قائل ہیں کہ وہ اپنے قانون قدرت کو بدل بھی دیتا ہے کب جب اس کا کوئی محبوب کہے جیسا کہ علامہ اقبال نے فرمایا۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

اس پر ایک واقعہ شاہد ہے کہ مصر کے ایک بزرگ شیخ محمد شربینی نہایت عبادت گذار اور برگزیدہ انسان تھے۔ ایک مرتبہ ان کا اکلوتا بیٹا سخت بیمار ہوا اور قریب المرگ ہو گیا مگر موصوف پھر بھی ہمہ تن مصروف عبادت رہے۔ آپ کی اہلیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں کہ آپ کو تو محبت خداوندی کا خزانہ نصیب ہو چکا پس اگر ہمارا یہ بیٹا مر بھی جائے تب بھی آپ کو کوئی پروانہ ہو گی البتہ مامتا کی ماری کہاں جاؤں گی۔ خدارا اپنے بیٹے کی صحت یابی کے لئے بارگاہ رب العزت میں دعا کیجئے۔ مگر آپ بے فکر ہو کر بیٹھ رہے۔ تھوڑی ہی دیر گذری تھی کہ ملک الموت بچے کی روح قبض کرنے کے لئے مریض کے سرہانے پر پہنچ گیا۔ ملک الموت ہو یا کوئی اور فرشتہ، خدا کی مشیت اور ارادے کے بغیر قدم نہیں اٹھاتا امام نبہانی نے امام شعرانی کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ جب شیخ نے ملک الموت کو بچے کے سرہانے دیکھا تو ان پر اپنی اہلیہ کی گریہ وزاری کا اثر ہوا اسی وقت ملک الموت کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا

ترجمہ: (اے ملک الموت) اپنے رب کے پاس واپس لوٹ جا، کیونکہ اس بچے کی موت کا حکم منسوخ ہو چکا ہے۔

(جامع کرامات الاولیاء از یوسف بن اسماعیل النبہانی، جلد اول، ص ۲۹۹ نیز جمال الاولیاء از اشرف علی تھانوی، ص ۲۰۲)

سوال

جب اللہ تعالیٰ کفار کے قلوب واسماع وغیرہ پر مہر لگا دیتا ہے، پھر اگر وہ ایمان نہ لائیں تو اس میں ان کا کیا قصور ہے؟

قرآن مجید میں ہے۔

خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ (پارہ ۱، سورۃ البقرۃ، ایت ۷)

ترجمہ: اللہ نے ان کے دلوں پر اور کانوں پر مہر کردی۔

جواب

یہ کہ ان کافروں نے اپنے قصد اور اختیار سے بہت سخت جرم کئے اور اللہ تعالیٰ کے نبی کی ایسی شدید گستاخی کی جو ناقابلِ معافی تھی تو اللہ تعالیٰ نے بہ طور سزا انکے دلوں پر مہر لگادی کہ اب ان کے لئے ایمان لانا ممکن ہی نہیں رہا قرآن مجید میں ہے

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْۢبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (پارہ ۶، سورۃ النساء، ایت ۱۵۵)

ترجمہ: تو ان کی کیسی بدعہدیوں کے سبب ہم نے ان پر لعنت کی اور اس لئے کہ وہ آیاتِ الٰہی کے منکر ہوئے اور انبیا کو ناحق شہید کرتے اور ان کے اس کہنے پر کہ ہمارے دلوں پر غلاف ہیں بلکہ اللہ نے ان کے کفر کے سبب ان کے دلوں پر مہر لگادی ہے تو ایمان نہیں لاتے مگر تھوڑے۔

اِتَّخَذُوْٓا اَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ اٰمَنُوْا ثُمَّ كَفَرُوْا فَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ (پارہ ۲۸، سورۃ المنافقون، ایت ۲،۳)

ترجمہ: انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال ٹھہرا لیا تو (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکا بیشک وہ بہت ہی بُرے کام کرتے ہیں ۔یہ اس لئے کہ وہ زبان سے ایمان لائے پھر دل سے کافر ہوئے تو ان کے دلوں پر مہر کردی گئی تو اب وہ کچھ نہیں سمجھتے۔

اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِ اٰيٰتُنَا قَالَ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ۝ كَلَّا بَلْ سکتہ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (پارہ ۳۰، سورۃ المطففین، ایت ۱۳،۱۴)

ترجمہ: جب اس پر ہماری آیتیں پڑھی جائیں کہے (یہ) اگلوں کی کہانیاں ہیں۔کوئی نہیں، بلکہ ان کے دلوں پر زنگ

چڑھادیا ہے ان کی کمائیوں نے۔

اس کی مزید بحث وتفصیل وتحقیق فقیر کے رسالہ میں پڑھیئے ''تقدیر حق ہے''

وما توفیقی الاباللہ العلی العظیم و صلی اللہ علی حبیبہ الکریم

وعلیٰ آلہ و اصحابہ وجندہ العظیم

مدینے کا بھکاری

الفقیر القادری ابوالصالح

محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۳۰ محرم ۱۴۲۳ھ

بہاول پور۔ پاکستان